رہبر حجاج
آسان زبان میں حج وزیارت کے مسائل
کا بیان اور بعض مسائل کی عمدہ تحقیق
از
محدث جلیل حضرت مولانا ابوالمآثر حبیب الرحمن الاعظمی رحمۃ اللہ علیہ
باہتمام
(مولانا) رشید احمد الاعظمی
ناظم
مکتبہ اعظمی پوسٹ بکس نمبر ۱، مئو

رہبرِ حجاج

آسان زبان میں حج وزیارت کے مسائل
کا بیان اور بعض مسائل کی عمدہ تحقیق

از

محدث جلیل حضرت مولانا ابوالمآثر حبیب الرحمٰن الاعظمی رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام
(مولانا) رشید احمد الاعظمی

ناظم

مکتبہ اعظمی (پوسٹ بکس نمبر ۱) مئو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

حج کے مسائل کے متعلق اردو میں متعدد رسائل ہیں، جن سے حجاجِ کرام فائدہ اٹھاتے ہیں۔ محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی نور اللہ مرقدہٗ کا یہ رسالہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، یہ رسالہ مختصر ہے، مگر تمام ضروری مسائل پر مشتمل ہے، اور اندازِ بیان بہایت سلیس اور واضح ہے، لیکن اس میں ایک ایسی امتیازی خصوصیت ہے جو اسے ایک انفرادیت بخشتی ہے، وہ یہ کہ دو اہم مسائل پر حضرت مولانا نے نہایت محققانہ بحث فرمائی ہے، جس سے عامۃ الناس تو مستفید ہوں گے ہی، حضرات علماء کرام کے علم میں اضافہ ہوگا۔ وہ ہے بعد نماز فجر وعصر طواف کی درکعت پڑھنے کا مسئلہ اور کثرت عمرہ کا مسئلہ! ان دونوں مسئلوں میں بعض لوگوں کو بہت تشدد ہے، وہ کہتے ہیں کہ فجر وعصر کے بعد اگر طواف کیا جائے تو اسی وقت طواف کی واجب نماز ادا کرنی ضروری ہے، جبکہ حنفیہ کے نزدیک اس وقت نفل نماز مکروہ ہے۔ اسی طرح بعض لوگ عمرہ کی کثرت کو بدعت کہتے ہیں، ان دونوں مسئلوں پر بہت سنجیدہ اور عالمانہ بحث اس رسالہ میں آپ کو ملے گی۔

دار المآثر الاسلامیہ مئو اس گرانقدر رسالہ کو ناظرین کے ہاتھوں میں پہونچا کر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے، ارادہ ہے کہ حضرت کے دوسرے رسائل بھی اسی طرح شائع کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

مدیر: **دار المآثر الاسلامیہ**

تمہید

اُردو زبان میں حج کے مسائل واحکام سے متعلق بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں شائع ہوچکی ہیں، پھر بھی ہر سال کچھ لوگ تقاضا کرتے ہیں کہ جن مسائل کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے ان پر مشتمل ایک مختصر رسالہ آسان زبان میں ترتیب دیا جائے، اس خواہش کی بناپر یہ رسالہ شائع کیا جارہا ہے۔

حق تعالیٰ اس کو شرفِ قبولیت بخشے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حج کی فرضیت و وجوبِ ادا کے چند مسائل

(۱) صحیح یہ ہے کہ جب حج کے شرائط پائے جائیں تو بلا تاخیر حج کرنا فرض ہے، دوسرے سال پر اٹھا رکھنا گناہ ہے۔

(۲) ناجائز مال سے حج کرنا حرام ہے۔

(۳) کسی کے ماں باپ اس کی خدمت کے محتاج ہوں، یا کسی کا قرضہ اس کے ذمہ ہو اور اس کے پاس مال نہ ہو، یا کسی کی ضمانت ہو تو ان سب صورتوں میں ماں باپ سے یا قرض خواہ سے یا جس نے ضمانت لی ہو اس سے اجازت طلب کرنا ضروری ہے، بلا اجازت حج کرنا مکروہ تحریمی ہے، لیکن جس کے ماں باپ اس کی خدمت کے محتاج نہ ہوں، اس کو اجازت لینا ضروری نہیں ہے، لے لے تو اچھا ہے۔

(۴) عورت حج کو جائے تو ضروری ہے کہ ساتھ میں شوہر یا کوئی ایسا آدمی ہو جس سے اس کا نکاح درست نہ ہو جیسے باپ، چچا، بھائی، بیٹا یا دودھ شریک بھائی یا سسر وغیرہ۔ ایسے ساتھ کے بغیر عورت کو سفر کرنا جائز

نہیں ہے، اگر کرے گی تو گناہگار ہوگی۔ بلکہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ سسرالی یا دودھ کے رشتہ والوں کے ساتھ بھی سفر نہ کرے، ایسی حالت میں عورت کو انتظار کرنا چاہیئے کہ شریعت کے منشا کے مطابق ساتھی مل جائے تو خود حج کرے، ورنہ دوسرے سے حج کرائے یا وصیت کر جائے۔

بھائی یا بیٹے کے ساتھ جائے تو ان کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے، اور یہ ہوں یا شوہر دونوں کا فاسق نہ ہونا بھی شرط ہے۔

☆☆☆☆☆

حج کا مسنون طریقہ

(۱) حج کا ارادہ کرنے والے پر سب سے پہلے اس بات پر پورا دھیان دینا لازم وضروری ہے کہ حج ایک عظیم الشان عبادت ہے، اور کوئی عبادت اخلاص کے بغیر قبول نہیں ہوتی۔ لہٰذا صرف حق تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے حکم کی بجا آوری کی نیت سے حج کا ارادہ کرنا چاہیئے۔ یہ نہ سوچنا چاہیئے کہ خوب سیر ہوگی، نئے نئے مقامات دیکھنے میں آئیں گے، اور اچھے اچھے سامان خریدیں گے وغیرہ وغیرہ۔ یہ قصد بھی نہ ہونا چاہیئے کہ حاجی کہلائیں گے اور عزت بڑھ جائے گی۔

اخلاص (خالص خدا کی خوشنودی کیلئے ہونے) کو ریاکاری اور شہرت کے شائبہ سے محفوظ رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ بے ضرورت اپنے ارادہ کا چرچا نہ کرے، ایسا کوئی اہتمام وانتظام نہ کرے کہ جانے سے پہلے خواہ مخواہ لوگ ملنے کیلئے آئیں، مثلاً جس رات کی صبح کو سفر کرنا ہے اس رات میں فرش فروش اور روشنی کا باقاعدہ انتظام کرکے ملنے ملانے کیلئے بیٹھنا، یا واپسی کے وقت مکان کی سفیدی کرانا، گیٹ بنانا، رنگین کاغذ کے پھول پتیوں

سے راستہ اور مکان کو سجانا (یہ کام اگر چہ حاجی نہیں کرتا مگر وہ گھر والوں کو سختی سے روکتا بھی نہیں ہے) الحاصل جن باتوں سے شہرت اور نمائش پیدا ہوتی ہو، اس سے جس طرح ممکن ہو بچنا چاہئے۔ مقدمہ ارشاد الساری میں ہے:

یجب اولاً علیٰ من أراد الحج اخلاصه لله تعالیٰ فانه سبحانه لایقبل إلا الخالص لوجهه الکریم فیصحح قصده ویخلص نیته ویجردها عن الریاء والسمعة ویستحذر عن دقائق غرور النفس۔ (ص:۳)	جو حج کا ارادہ کرے اس پر سب سے پہلے اللہ کیلئے اخلاص پیدا کرنا واجب ہے، اسلئے کہ حق تعالیٰ صرف اسی عبادت کو قبول کرتا ہے جو خالص اسی کیلئے ہو، پس اس کو اپنا قصد ٹھیک اور نیت خالص کرنی چاہئے اور نیت کو ریاکاری اور شہرت سے پاک کرنا چاہئے اور نفس کے دھوکے کی باریک صورتوں سے بچنا چاہئے۔

(۲) حج سے پہلے تمام گناہوں سے اس طرح توبہ کرنی چاہئے کہ اپنے کئے پر دل سے نادم وشرمندہ ہو، اور خدا سے اس کی معافی چاہے اور آئندہ نہ کرنے کا عزم بالجزم کرے، اگر حقوق اللہ (نماز روزہ) قضا کئے ہیں تو ان کی قضا کرے، کسی آدمی کا کوئی مالی حق اس کے ذمہ ہو تو اس کو ادا کرے یا معاف کرائے، اور اگر گالی دی ہے یا مارا ہے، یا غیبت کی ہے تو اس کو بھی صاحب حق

سے معاف کرائے۔

(۳) اپنا حق معاف کرانے اور اپنے رشتہ داروں یا دوستوں سے رخصت ہونے اوران سے دعا کی درخواست کرنے کیلئے خود ان کے گھر جائے،اور جب حاجی حج سے واپس آئے تو وہ لوگ اس سے ملنے اور دعا کرانے آئیں۔(۱)

(۴) رخصت کرنے کے وقت حاجی اور رخصت کرنے والا دونوں یہ کہیں:اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَاٰخِرَ عَمَلَکَ ، زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی وَغَفَرَ ذَنْبَکَ وَیَسَّرَلَکَ الْخَیْرَ حَیْثُ کُنْتَ۔(۲)

(۵) یہ بھی لازم ہے کہ سفر میں نماز کے جو مسائل پیش آسکتے ہیں ان کو معلوم کرلے،اور حج کا طریقہ بھی سیکھ کر جائے۔

(۶) کسی نیک،عقلمند اور تجربہ کار آدمی کا ساتھ پکڑے۔

(۷) جمعرات یا دوشنبہ کو دن کے پہلے وقت میں سفر کرے،لیکن یہ بات صرف مستحب ہے،کسی مستحب کام کے لئے ساتھیوں کے ساتھ بدمزگی اور اختلاف پیدا نہ کرے۔

(۸) ساتھیوں میں کسی مناسب شخص کو امیر مقرر کرلینا چاہئے اور شرعی حدود کے اندراس کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرنی چاہئے۔

(۹) جب گھر سے سفر کے لئے نکلے تو گھر میں دو رکعت نماز سفر

---

(۱)مقدمہ ارشاد الساری،ص:۴ وغنیۃ الناسک،ص:۱۷ (۲)غنیۃ الناسک،ص:۱۷

پڑھے۔(۱) بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو، اور کچھ خیرات کرے اور گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰہِ آمَنْتُ بِاللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ۔

(۱۰) جب کسی سواری پر سوار ہو تو سواری کی سہولت مہیا کرنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے اور یاد ہو تو یہ دعا پڑھے: سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَإِنَّا إِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ط

(۱۱) ریل میں جو چھوٹ ملتی ہے اس سے زیادہ اگر سامان ہے تو اس کا محصول ادا کرنا ضروری ہے۔

(۱۲) جس درجہ کا ٹکٹ ہے اسی درجہ میں سوار ہو، کوئی ریلوے ملازم دوستی میں اونچے درجہ میں بیٹھنے کو کہے تو نہ بیٹھے، یا پھر اس کا کرایہ ادا کرے۔

(۱۳) ریل میں جس طرح ممکن ہو ہر وقت نماز پابندی سے پڑھے، قضا نہ کرے، اس میں بہت کوتاہی دیکھی جاتی ہے۔

(۱۴) ریل میں ظہر، عصر، عشا کی صرف دو رکعتیں پڑھے، مغرب کی پوری پڑھے، سنتیں نہ پڑھے تو کچھ مضائقہ نہیں، بلکہ ریل میں بالخصوص جبکہ تنگی ہو یا جلدی ہو یہی افضل ہے، مراقی الفلاح میں ہے:

وإن کان سائراً أو خائفاً فلایاتی وھو المختار۔

---

(۱) غنیۃ الناسک ص: ۱۷ اور مصنف ابن ابی شیبہ قلمی ص: ۳۱۹ میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ مسجد میں سفر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے، اسلئے مسجد میں بھی دو رکعتیں پڑھ لے۔

اور اگر چل رہا ہو یا کوئی اندیشہ ہو تو سنتیں نہ پڑھے، یہی مختار ہے۔

(۱۵) ریل میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہیئے، بعض لوگ بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں، یہ غلطی ہے۔

(۱۶) چلتی گاڑی میں نماز جائز ہے، اسٹیشن پر رک کے تب پڑھے تو اچھا ہے۔

(۱۷) اس سفر میں جس جگہ جو کرایہ یا مزدوری دینا پڑے اس کو خوشدلی سے برداشت کرے، اور کسی سے اس معاملہ میں تندخوئی اور سخت مزاجی نہ برتے۔

(۱۸) مسافر خانہ میں، گودی پر، جہاز میں اور ہر جگہ نماز کا پورے طور پر خیال رکھے۔ کہیں بھی قضا نہ ہونے پائے، بلکہ جماعت سے پڑھنے کی پوری کوشش کرے۔

(۱۹) کسی جگہ اپنا ساتھی یا کوئی حاجی بداخلاقی سے پیش آئے تو برداشت کرے اور اس قرآنی حکم کو ہر وقت دھیان میں رکھے: فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ، پھر نہ کوئی فحش بات ہے اور نہ کوئی بے حکمی ہے اور نہ کسی قسم کا نزاع زیبا ہے حج میں۔

(۲۰) اس سفر میں زیادہ وقت عبادت، تلاوت، ذکر اور نیک لوگوں کی صحبت میں گزارے، اور کوشش کرے کہ اس مدت میں اس کا ذہن اور اس کی صحبت بدل جائے، اپنے وطن کی طرح اس سفر میں بھی ساتھیوں کے ساتھ غیبت، شکایت میں، بیکار باتوں میں اور واہیات وخرافات میں مشغول نہ رہے۔

(۲۱) جہاز میں کسی عالم کی صحبت میں روزانہ بیٹھے، اور کوشش کرے کہ حج کے کچھ مسائل معلوم ہو جائیں۔

احرام

حج کی تین صورتیں ہیں۔ اِفْرَادُ۔قِرَانُ۔تَمَتُّعُ۔

میقات سے صرف حج کا احرام باندھیں اور احرام کے وقت تنہا اسی کی نیت کریں تو یہ اِفْرَادُ ہے۔

میقات سے حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھیں اور ایک ہی احرام سے دونوں کو ادا کرنے کی نیت کریں تو یہ قِرَانُ ہے۔

اور اگر میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھیں اور مکہ معظّمہ پہونچ کر عمرہ کرکے احرام ختم کردیں تو یہ تَمَتُّعُ ہے۔

چونکہ اسی آخری صورت میں آسانی ہے اور عموماً حجاج تَمَتُّعُ ہی کرتے ہیں، اس لئے بنظر اختصار صرف اسی کا طریقہ لکھا جاتا ہے۔

جَدّہ پہونچنے میں تقریباً چوبیس گھنٹے باقی رہ جائیں گے تو آپ کا جہاز اس مقام کے سامنے سے گزرے گا، جہاں سے احرام باندھنا ہے، کپتان کی طرف سے پہلے ہی اس کا اعلان ہوجائے گا، جب وہ وقت قریب آئے تو آپ کو اگر موقع ملے تو حجامت بنوانے، ناخن ترشوانے اور

بغل وغیرہ کی صفائی کے بعد نہادھو کر احرام باندھنے کو تیار ہو جائیں ، اگر غسل نہ کر سکیں تو صرف وضو ہی کر لیں اور سلے ہوئے کپڑے اتار کر ایک لنگی پہن لیں اور ایک چادر اوڑھ لیں ، اور جب احرام باندھنا ہو تو سر ڈھانک کر دو رکعت نفل پڑھیں ، سلام پھیر کر سر سے چادر اتار دیں اور دل سے اِن الفاظ کے معنی پر دھیان دیتے ہوئے زبان سے کہیں:

أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَالِيْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ۔

اے اللہ میں عمرہ کا ارادہ رکھتا ہوں ، پس تو اس کو میرے لئے آسان کر دے ، اور اس کو مجھ سے قبول فرما۔

پھر زبان اور دل سے کہیں کہ میں نے اللہ کے لئے عمرہ کی نیت کی ، اور ساتھ ہی بلند آواز سے یہ پڑھیں: لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں ، تیرا کوئی شریک نہیں ، میں حاضر ہوں ، بے شک سب تعریفیں تیرے لئے ، اور ساری نعمتیں تیری دی ہوئی ہیں ، اور بادشاہت تیری ہے ، تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔

اس کے بعد پست آواز سے درود شریف اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ

غَضَبِکَ وَالنَّارِ۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری خوشنودی اور جنت مانگتا ہوں، اور پناہ مانگتا ہوں میں تیری ناراضی اور جہنم کی آگ سے۔

اب آپ مُحرِم ہوگئے، اب اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، صبح وشام اور نمازوں کے بعد نیز لوگوں کی ملاقات کے وقت کثرت سے بآوازِ بلند لبّیک پڑھتے رہئے۔

احرام میں جو چیزیں منع ہیں:

احرام کی حالت میں بہت سی چیزیں ممنوع ہیں۔ ازاں جملہ (۱) عورت سے ہمبستری اور وہ باتیں جن سے ہمبستری کی خواہش پیدا ہو۔ (۲) اپنا یا کسی کا سر یا (داڑھی) مونڈنا یا تراشنا، اور بدن کے کسی حصہ کا بال دور کرنا، خواہ مونڈ کر یا کسی اور طریقہ سے۔ (۳) ناخن تراشنا یا ترشوانا۔ (۴) سلا ہوا کپڑا پہننا۔ (۵) موزے یا پائتابے پہننا۔ (۶) خوشبو ملنا یا خوشبودار چیز میں رنگا ہوا کپڑا پہننا۔ (۷) سر یا منھ یا ان کے کسی حصہ کو یا ناک کو کپڑے سے ڈھانکنا۔ (۸) خشکی کے جانور کا شکار کرنا یا پکڑنا، یا شکار میں مدد دینا وغیرہ۔ (۹) جوئیں مارنا یا کپڑے سے نکال کر پھینکنا یا دوسرے کو دینا، یا جس کپڑے میں جوئیں پڑی ہوں اس کو دھوپ میں ڈالنا کہ جوئیں مرجائیں۔ (۱۰) سر یا بدن میں زیتون یا تل کا تیل استعمال کرنا۔ (۱۱) حق تعالیٰ کی ہر نافرمانی ہر حالت میں بری ہے، مگر احرام کی حالت میں اور زیادہ منع ہے، یہی حال جھگڑے، تکرار کا

بھی ہے، عورتوں کو سلے ہوئے کپڑے پہننے جائز ہیں، وہ سر بھی چھپائیں گی، مگر منھ پر اس طرح کپڑا نہیں ڈال سکتیں کہ منھ سے چھو جائے۔

جو چیزیں منع نہیں ہیں:

(۱) احرام کی حالت میں گھریلو جانوروں کا ذبح کرنا جیسے بکری یا مرغی وغیرہ کا ذبح کرنا منع نہیں ہے۔ (۲) ہندوستان میں جو جوتے عام طور پہنے جاتے ہیں اگر ان سے پیر کی بیچ کی ابھری ہوئی ہڈی نہیں چھپتی تو ان کا پہننا احرام میں جائز ہے، یہ غلط فہمی ہے کہ ایسے جوتوں کا احرام میں پہننا جائز نہیں جن میں ایڑی چھپ جائے۔ شامی کی عبارت کو صحیح طور پر نہ سمجھنے سے یہ غلط فہمی پیدا ہوئی ہے۔ (۳) ایسا کھانا جس میں خوشبو ڈال کر پکایا گیا ہو، اس کا کھانا جائز ہے۔

مکہ معظّمہ میں داخلہ:

حج وعمرہ کے اعمال میں پہلا کام احرام ہے، اس کے بعد جب تک مکہ معظّمہ کی حاضری کا شرف حاصل نہ ہو کوئی خاص کام اس سلسلہ کا نہیں ہے، مگر اس درمیان کے وقفہ میں کثرت سے لبیک کہنا، ذکر اور تلاوت نیز مسائل سے آگاہی حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہئے، جدہ میں جہاز سے اترنے کے بعد اسی دن یا دوسرے دن مکہ معظّمہ جانے کے لئے موٹر ملے گی اور چند گھنٹوں کے بعد آپ کو مکہ معظّمہ پہونچا دے گی، مکہ

معظّمہ سے تقریباً دس میل پہلے راستہ میں ایک جگہ ملے گی جس کا نام شُمَیْسِی ہے، وہاں سڑک کے قریب ایک ستون بنا ہوا ہے، وہیں سے حرم کی حد شروع ہوتی ہے، جب آپ وہاں پہونچیں تو ادب واحترام اور شوق ومحبت کی ملی جلی ایک کیفیت آپ کے دل میں پیدا ہونی چاہئے، اور ہو سکے تو عربی میں یہ کہنا چاہئے ورنہ اپنی زبان میں کہئے کہ:

اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا أَمْنُکَ	اے اللہ! یہ تیرا حرم اور تیرے
وَحَرَمُکَ الَّذِیْ مَنْ	امن کی جگہ ہے کہ جو اس میں
دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِناً، فَحَرِّمْ	داخل ہوا اس کو امن ملا، تو
لَحْمِیْ وَدَمِیْ وَعَظْمِیْ	میرے گوشت پوست اور سارے
وَبَشَرِیْ عَلَی النَّارِ اَللّٰهُمَّ	جسم پر دوزخ کی آگ حرام
اٰمِنِّیْ عَذَابَکَ یَوْمَ	کردے، اور قیامت کے عذاب
تَبْعَثُ عِبَادَکَ۔	سے مجھے امن نصیب فرما۔

اس کے بعد درود پڑھئے اور خدا کی حمد وثنا کرتے رہئے، جب مکہ معظّمہ کی عمارتیں نظر آنا شروع ہوں تو لبیک پڑھئے اور کہئے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّیْ بِهَا قَرَاراً وَارْزُقْنِیْ فِیْهَا رِزْقاً حَلَالاً۔

اے اللہ! تو مجھے اس میں سکون کے ساتھ ٹھہرنا نصیب فرما، اور مجھے اس میں حلال روزی دے۔

اور یہ بھی کہے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا أَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ وَمَا أَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا أَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَاذَرَیْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَافِیْھَا۔

پھر جب موٹر مکہ میں داخل ہونے لگے تو حاجی کو اس مقدس جگہ کے احترام کو مستحضر کرنا چاہیئے اور تواضع کے ساتھ لبیک پڑھتے ہوئے داخل ہونا چاہیئے، اور آسانی کے ساتھ جو دعا کر سکے کرنا چاہیئے۔ اس موقع کے لئے ایک لمبی دعا کتابوں میں لکھی ہے، یاد ہو یا کوئی کتاب موجود ہو تو اسی کو پڑھ لے ورنہ جو دعا چاہے پڑھے۔

جب **مَدْعَا** (قبرستان اور مسجد حرام کے درمیان ایک مقام ہے) پر پہونچے تو **رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْآخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَاسَاَلَکَ نَبِیُّنَا مُحَمَّدٌ ﷺ وَاَسْتَعِیْذُکَ مِنْ شَرِّ مَااسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ ﷺ** کہے۔

جب موٹر معلم کے مکان پر یا جہاں قیام کرنا ہے پہونچ جائے تو وضو کر کے مسجد حرام کو روانہ ہو جائے، مسجد کے بہت سے دروازے ہیں مگر باب السلام سے داخل ہونا بہتر ہے، داخلہ کے وقت **بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ**

وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ کہہ کے داہنا پاؤں اندر رکھے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ ، پھر جب بیت اللہ شریف پر نظر پڑے تو تین مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پھر تین مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ کر اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کیجئے: اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَشْرِیْفاً وَتَعْظِیْماً وَتَکْرِیْماً وَمَھَابَةً وَزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَکَرَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ وَاعْتَمَرَهٗ تَشْرِیْفاً وَتَکْرِیْماً وَبِرًّا، اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ۔ اس کے بعد درود شریف پڑھئے اور یہ دعا پڑھئے:

أَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَیْتِ مِنَ الدَّیْنِ وَالْفَقْرِ وَمِنْ ضِیْقِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ۔ میں اس مقدس گھر کے رب کی پناہ مانگتا ہوں قرض سے، محتاجی سے، سینہ کی تنگی سے اور قبر کے عذاب سے۔

اور اگر کسی کو یہ دعائیں یاد نہ ہوں تو اپنی زبان میں جس طرح بنے اس مقدس گھر کی عظمت واحترام کا اعتراف اور حق تعالیٰ سے دعائیں کرے، اور رُک کر کھڑے کھڑے دعا کرے، دعا سے فارغ ہو کر حجر اسود کے پاس جانے سے پہلے احرام کی چادر داہنے ہاتھ کے نیچے سے نکال کر بائیں مونڈھے کے اوپر ڈال لے، پھر حجر اسود کے پاس جائے اور ٹھیک اس کے سامنے (۱) اپنا منہ کر کے کھڑا ہو اور طواف کی نیت کرے اور دونوں ہاتھوں

---

(۱) دوسری کتابوں میں ذرا دوسری طرح لکھا ہے، مگر یہ طریقہ زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

کو کانوں تک اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف ہوں، پھر **بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ،اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاِتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ** کہہ کر چھوڑ دے، پھر بغیر تکلیف اٹھائے اور بغیر کسی کو تکلیف پہونچائے اگر ممکن ہو تو اپنی دونوں ہتھیلیاں حجر اسود پر رکھ کر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں اپنا منھ رکھ کر تین بار اس طرح بوسہ دے کہ آواز پیدا نہ ہو اور تینوں دفعہ حجر اسود پر اپنا سر رکھ دے، مگر حجر اسود پر اگر عطر وغیرہ لگا ہو تو پھر نہ اس پر ہاتھ رکھے نہ بوسہ دے بلکہ ایسی حالت میں نیز ازدحام میں ہاتھ رکھنے اور بوسہ دینے کے علاوہ جو بتایا گیا ہے وہ سب کرکے اپنے دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھا کر کہ ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف ہوں، اس کو چھونے یا اس پر ہاتھ رکھنے کا اشارہ کرے اور اپنے ہاتھوں کو چومے، اس کے بعد وہیں کھڑے کھڑے اپنا رخ بدل کر حجر اسود کو اپنی بائیں طرف لے لے، اور **بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ** ﷺ کہتا ہوا اپنے منھ کے سامنے بیت اللہ شریف کے دروازے کی سمت کو چلنا شروع کرے اور حطیم سمیت پورا ایک چکر کاٹ کر حجر اسود پر پہونچ جائے، یہ طواف کا ایک شوط ہوا، اب پھر پہلے کی طرح **بِسْمِ اللّٰهِ** وغیرہ پڑھے اور

موقع ہوتو بوسہ دے ورنہ اشارہ کر کے دوسرا شَو ط شروع کرے۔اس طواف میں پہلے اور دوسرے اور تیسرے شَو ط (چکر) میں پورے چکر بھر پہلوانوں کی طرح دونوں شانوں کو ہلاتا ہوا اکڑ کر اور قریب قریب قدم ڈالتے ہوئے ذرا تیز چلے،اس کو رَمَل کہتے ہیں۔

اس کے بعد چار باقی چکروں میں رمل نہ کرے،اور ہر چکر میں جب کعبہ کے جنوب مغربی گوشہ پر پہونچے جس کو ''رُکن یمانی'' کہتے ہیں تو اس کو بھی ہاتھ لگائے،بوسہ نہ دے۔

جب سات چکر پورے ہوجائیں تو آٹھویں دفعہ حجر اسود کا استلام پھر کرے، یہ ایک طواف پورا ہوا۔

طواف کی دو رکعتیں

طواف کے بعد چادر معمول کے مطابق کندھوں پر ڈال کے اور مقام ابراہیم کے پیچھے جا کر دو رکعت نماز پڑھے،ان میں جو سورتیں چاہے پڑھ سکتا ہے۔اگر پہلی میں قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ پڑھے تو اچھا ہے،نماز کے بعد چاہے جو دعا مانگے۔مقام ابراہیم کے پیچھے جگہ نہ ملے تو جہاں جگہ ملے پڑھ لے،اگر حضرت آدم علیہ السلام کی یہ دعا پڑھے تو مستحب ہے:اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَتَعْلَمُ مَافِیْ نَفْسِیْ

فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ .اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَاناً یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْناً صَادِقاً حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَایُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ وَرِضاً بِمَا قَسَمْتَ لِیْ۔

طواف کے بعد مستحب ہے کہ چاہِ زمزم کے پاس آئے اور کعبہ کی طرف منھ کر کے تین سانس میں خوب پیٹ بھر آپ زمزم پیئے ، اور ہر دفعہ یہ دعا کرے:اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْماً نَافِعاً وَرِزْقاً وَاسِعاً وَشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ،اوراس پانی کوسر،منہ اور بدن پر بھی مَل لے،ضرر کا اندیشہ نہ ہوتو کچھ بدن پر بھی ڈال لے اور خدا کی حمد کرے۔

یہاں سے پھر ملتزم کے پاس جا کر دیوار سے چمٹ جائے اس طرح کہ اپنا سینہ پیٹ اور داہنا رُخسار اس پر رکھے،اور ہاتھ پہونچ سکے تو غلاف پکڑ لے، ورنہ دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دیوار کعبہ پر پھیلا دے اور مسکنت وانکساری کے ساتھ تکبیر وتہلیل ودرود پڑھے اور خوب الحاح وزاری کے ساتھ دعا کرے۔اس مقام پر یہ دعا منقول ہے اس کو بھی پڑھے:یَاوَاجِدُ یَا مَاجِدُ لَاتُزِلْ عَنِّیْ نِعْمَۃً اَنْعَمْتَ بِھَا عَلَیَّ۔

اس کے بعد مسنون ہے کہ حجر اسود کے پاس آ کر اس کو بوسہ دے،اور یہ ممکن نہ ہو تو اس کے سامنے کھڑا ہو کر ہاتھوں سے اسی طرح اشارہ کرے جس طرح اوپر بتایا گیا ہے۔

پھر وہاں سے سعی کے لئے چلے اور باب الصفا سے نکلے، دروازہ سے نکلتے ہوئے یہ پڑھے: بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ ، اور پہلے بایاں پیر نکالے، جب صفا کے قریب پہونچے تو کہے: أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰہُ، إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ ، اور صفا پر اتنا چڑھ جائے کہ دروازہ کے اندر سے کعبہ شریف نظر آنے لگے، پھر قبلہ رو ہو کر دونوں ہاتھوں کو شانوں تک اس طرح اٹھائے جس طرح دعا کی جاتی ہے اور تین مرتبہ بلند آواز سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور تین مرتبہ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ کر یا دہو تو یہ دعا پڑھے: لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ أَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ ، پھر پست آواز سے حمد وثنا اور درود کے بعد اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کرے، اس طرح تین بار کرے، اور جلد بازی نہ کرے بلکہ جی لگا کے اطمینان سے دعا کرے، یہ بھی دعا قبول ہونے کی جگہ ہے۔

اس کے بعد اتر کر مروہ کی طرف دعا اور ذکر کرتا ہوا سنجیدگی سے چلے، کچھ دور کے بعد دو سبز ستون نظر آئیں گے، وہاں سے دوڑ کر چلے، پھر جب آگے ایسے دو ستون نظر آئیں تو وہاں پہونچ کر دوڑنا بند کر کے آہستگی سے

چلے اور مروہ پہونچ کر دوایک سیڑھی چڑھ کر (اب سیڑھی نہیں رہی) یہاں بھی قبلہ رُو ہو کر دعا کرے، یہ ایک پھیرا ہوا۔ وہاں سے صفا پر آئے یہ دوسرا پھیرا ہوا۔ اسی طرح سات پھیرے کرے، اور ہر پھیرے میں صفا اور مروہ پر دعا کرے اور دونوں سبز ستونوں کے درمیان دوڑے۔ جب سات پھیرے پورے ہو جائیں تو سر کے بال منڈ والے یا کتر والے اب احرام ختم ہو گیا اور عمرہ سے فراغت حاصل ہو گئی، اس کے بعد حج کے کام ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ سے شروع ہوں گے۔

تنبیہات: (۱) خوب یاد رکھئے کہ آپ نے حج کی جو صورت اختیار کی ہے اس میں اس طواف کے بعد سوائے طوافِ زیارت کے جو آپ منیٰ سے آکر کریں گے کسی طواف میں رَمَــلُ (اکڑ کر چلنا) نہیں ہے، بلکہ اگر کسی نفلی طواف کے بعد آپ نے حج کی سعی پیشگی کر لی ہے تو طوافِ زیارت میں بھی رَمَــل نہیں ہے، اور اضطباع (داہنے ہاتھ کے نیچے سے چادر کو نکال کر بائیں شانے پر ڈالنا) تو طوافِ زیارت میں بھی نہیں ہے، اور رمل صرف پہلے تین چکروں میں مسنون ہے، باقی میں نہ کرنا مسنون ہے اور اضطباع صرف تھوڑی دیر کیلئے ساتوں چکروں میں (جیسا کہ اوپر مذکور ہوا) مسنون ہے، اس سے زیادہ اضطباع خلاف سنت ہے۔(۱)

---

(۱) جس طواف کے بعد سعی بھی کرنی ہو، اس میں اضطباع پورے طواف میں اور رمل شروع کے تین چکروں میں مسنون ہے، ہمہ وقت اضطباع کرنا خلاف سنت ہے۔

(۲) طواف کی حالت میں جو ذکر یا دعا آنحضرت ﷺ یا صحابہ سے منقول ہے اس کو پڑھنا افضل ہے، کچھ یاد نہ ہو تو رَبَّـنَـا آتِـنَـا فِـي الدُّنْيَـا حَسَـنَةً وَفِـي الْآخِـرَةِ حَسَنَةً وَّقِـنَا عَذَابَ النَّار ، ہی کی تکرار کرے بالخصوص رُکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان معلم جو دعائیں پڑھاتے ہیں ان کا پڑھنا نہ ضروری ہے نہ جس طریقے سے وہ پڑھاتے ہیں وہ کوئی اچھا طریقہ ہے، اس لئے خود ہی جو دعا یاد ہو خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھتا ہوا طواف کرے۔

(۳) طواف میں چلا کر دعا پڑھنا پڑھانا کہ نمازیوں یا طواف کرنے والوں کا ذہن منتشر ہو سخت منع ہے، ایسی حالت میں پست آواز سے پڑھنا واجب ہے۔(۱)

(۴) طواف کی حالت میں نظر نیچی کئے ہوئے اپنے چلنے کی جگہ پر نظر جمائے ہوئے چلے اِدھر اُدھر نہ دیکھے، بلکہ اس حالت میں کعبہ مکرمہ کی طرف بھی نہ دیکھے(۲) لوگ اس میں بڑی غلطی کرتے ہیں۔

(۵) طواف کی حالت میں نہ کمر پر ہاتھ رکھ کر چلے، نہ اس طرح ہاتھ باندھے جس طرح نماز میں باندھتے ہیں۔

طواف کی دعائیں:

---

(۱) غنیة الناسک (۲) ایضاً

(٦) طواف میں ان دعاؤں کی فضیلت وارد ہوئی ہے:

(الف) اَللّٰھُمَّ إنِّي أَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِيْ الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ، رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار(۱)

(ب) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ۔(۲)

(ج) اَللّٰھُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَاقَةِ وَمَوَاقِفِ الْخِزْیِ فِيْ الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ۔(۳)

(د) اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَةٍ لِیْ بِخَیْرٍ۔(۴)

(۷) سعی کے ہر شوط میں دوڑنا مستحب ہے، برخلاف رمل کے کہ وہ طواف کے صرف پہلے تین چکروں میں مسنون ہے۔

☆☆☆☆☆

---

(۱) مشکوٰۃ وغنیۃ (۲) مشکوٰۃ وغنیۃ (۳) ارشاد وغنیۃ (۴) (ایضاً)

حج سے پہلے قیامِ مکہ میں کیا کرنا چاہئے؟

(۱) تمتع کے عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد جتنے دنوں مکہ میں قیام ہو جس قدر ہو سکے بلا رمل و اضطباع اور بلا سعی کے طواف کرے، باہر سے آنے والوں کیلئے مسجد حرام میں نفل نماز پڑھنے سے افضل طواف کرنا ہے۔

(۲) ہر طواف کے بعد دو رکعتیں واجب ہیں، ان کو پڑھ کر دوسرا طواف کرنا چاہئے، دو تین طواف کر کے سب کی دو دو رکعتیں ایک ساتھ نہ پڑھے، مگر عصر اور فجر کے بعد ایسا کر سکتا ہے کہ کئی طوافوں کے بعد سب کی نماز آفتاب کے ڈوبنے یا نکلنے کے بعد پڑھے۔ (غنیۃ الناسک، ص:۶۲)

(۳) ان رکعتوں کو مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھنا افضل ہے، وہاں ممکن نہ ہو تو مسجد حرام میں جہاں جگہ مل جائے درجہ بدرجہ افضل ہے، نہیں تو حرم میں کہیں بھی پڑھ سکتا ہے۔ حرم میں بھی نہ پڑھا تو کہیں بھی حتیٰ کہ وطن پہونچ جانے پر وطن ہی میں پڑھنا پڑے گا۔

(۴) عصر و فجر کے بعد کے علاوہ جب طواف کرے تو طواف کی دو رکعتوں کو معاً پڑھنا سنت ہے۔

(۵) اگر عصر و فجر کے بعد طواف کیا تو آفتاب کے غروب یا طلوع کے

بعد پڑھنا چاہئے، پہلے پڑھے گا تو واجب ادا ہو جائے گا مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔(غنیۃ الناسک،ص:۶۲)

عصر و فجر کے بعد طواف کی دو رکعتوں کا حکم:

یہ مسئلہ قدیم سے اختلافی ہے،مکروہ سمجھنے والوں کو نہ سمجھنے والوں پر،اور مکروہ نہ سمجھنے والوں کو سمجھنے والوں پر اعتراض وتشدد نہ کرنا چاہئے،مگر بعض لوگ دین کے بنیادی مسائل کی طرح حاجیوں کے اس اجتماع عظیم میں اس مسئلہ کی اس طرح تبلیغ کرنا ضروری سمجھتے ہیں جیسے عصر و فجر کے بعد ان رکعتوں کو پڑھنا ضروری ہو، یہاں تک کہتے سنا گیا ہے کہ عصر و فجر کے بعد والے طواف کی رکعتیں اگر غروب یا طلوع سے پہلے نہ پڑھو گے تو وہ طواف ہی نہ ہوگا۔اسلئے یہ بتانے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ایسا کہنے والے بیجا تشدد کرتے ہیں۔

بخاری ومسلم(۱) کی صحیح حدیثوں میں عصر وفجر کے بعد غروب وطلوع سے پہلے نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے،اس میں کوئی استثناء صحیحین میں نہیں ہے، اور مکہ کا جو استثناء بتایا جاتا ہے اس کی روایت کو خود وہ لوگ ضعیف کہتے ہیں جو مکروہ نہیں کہتے،مثلاً امام بیہقی سنن کبریٰ میں لکھتے ہیں: **ھٰذا الحدیث یعد فی افراد عبد اللہ بن المؤمل و عبد اللہ بن المؤمل ضعیف۔**(۲)

یہ حدیث عبداللہ بن مومل کے افراد میں (جن کو اکیلا وہی روایت کرتا

---

(۱)غنیۃ الناسک،ص:۶۲ (۲)سنن کبریٰ للبیھقی،ج:۱،ص:۴۶۱

ہے) شمار ہوتی ہے اور وہ ضعیف ہے۔

اس راوی کو امام احمد نے منکرالحدیث کہا ہے، بیہقی نے اس کو دو طریقوں سے اور بھی روایت کیا ہے مگر دونوں کی سندوں میں ایک ایک راوی کو ضعیف اور دونوں سندوں کو منقطع بتایا ہے۔

اور صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فجر کے بعد طواف کیا، اس کے بعد سواری پر سوار ہوکر روانہ ہوگئے، جب مقام ذی طویٰ میں پہونچے تب طواف کی دو رکعتیں پڑھیں۔(۱)

اور مؤطا امام مالک میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فجر کے بعد طواف کیا، فارغ ہوکر دیکھا تو آفتاب ابھی نہیں نکلا تھا اس لئے سوار ہوگئے ور مقام ذی طویٰ میں سواری روک کر طواف کی دو رکعتیں پڑھیں۔(۲) یہ اثر بیہقی میں بھی ہے۔(۳)

مؤطا ہی میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ عصر کے بعد طواف کر کے گھر چلے جاتے تھے۔

مؤطا میں ابوالزبیر کا یہ بیان بھی مروی ہے کہ میں عصر اور فجر کے بعد دیکھتا تھا کہ مطاف خالی ہو جاتا تھا اور کوئی طواف نہیں کرتا تھا (اس لئے کہ اس وقت طواف کی رکعتیں نہیں پڑھی جاسکتی تھیں)

---

(۱) بخاری، ج:۱،ص:۲۲۰ (۲) مؤطا مع التنویر، ج:۱،ص:۳۳۵ (۳) ج:۱،ص:۴۶۳

اور حافظ ابن حجر و عینی نے مسند احمد کے حوالہ سے حضرت جابرؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ ہم لوگ فجر کے بعد جب تک آفتاب طلوع نہ ہو، اور عصر کے بعد جب تک غروب نہ ہو طواف نہیں کرتے تھے، اور میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ آفتاب دو قرنوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ بہت سے لوگ ان وقتوں میں نماز سے بچنے کے لئے ان وقتوں میں طواف ہی نہیں کرتے تھے۔

اور مصنف ابن ابی شیبہ (ج:۱،ص:۴۵۷) مسند احمد (ج:۴،ص:۲۱۹) طیالسی (ص:۱۷۰) طحاوی (ج:۱،ص:۱۷۹) بیہقی (ج:۲،ص:۴۶۴) میں ہے کہ حضرت معاذ بن عفراءؓ (صحابی) نے عصر یا فجر کے بعد طواف کیا تو طواف کی رکعتیں نہیں پڑھیں، سبب پوچھا گیا تو کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ دو نمازوں کے بعد نماز نہ پڑھنی چاہئے، فجر کے بعد جب تک آفتاب نکل نہ آئے اور عصر کے بعد جب تک ڈوب نہ جائے۔

اور سنن بیہقی (ج:۲،ص:۴۶۴) میں ہے کہ حضرت ابوسعید خدریؓ (صحابی) مکہ آئے اور صبح کے بعد طواف کیا تو لوگوں نے آپس میں کہا کہ دیکھو نماز ابھی پڑھتے ہیں یا نہیں، حضرت ابوسعید خدریؓ طواف سے فارغ ہوکر بیٹھ گئے یہاں تک کہ جب آفتاب طلوع ہوگیا تب آپ نے نماز پڑھی۔

امام بیہقی نے یہ بھی اعتراف کیا ہے: وروی عن جماعة من

الصحابة والتابعين انهم كانوا يؤخرونهما حتىٰ تطلع الشمس وترتفع (۱) یعنی صحابہ کرام اورتابعین کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ وہ حضرات ان دورکعتوں کومؤخرکرتے تھے، جب آفتاب طلوع ہوکراونچا ہوتا تھااس وقت پڑھتے تھے۔

اورمصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:عن محمد بن فضيل عن عبد الملک عن عطاء عن عائشة انها قالت إذا أردت الطواف بالبيت بعد صلوٰة الفجر أو العصر فطف وأخّر الصلوٰة حتىٰ تغيب الشمس أو حتىٰ تطلع الشمس فصَلِّ لكل طوافٍ ركعتين(۲) یعنی حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ تم فجر یا عصر کے بعد طواف کا ارادہ کروتو طواف کرلو اور نماز کو مؤخر کرو یہاں تک کہ آفتاب ڈوب جائے یا نکل آئے تب ہر طواف کیلئے دورکعتیں پڑھو۔

اورعینی شرح بخاری میں بحوالہ ابن المنذر نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ جب صبح یا عصر کے بعد طواف کرتے تھےتو جب تک آفتاب غروب یا طلوع نہیں ہوتا تھا طواف کی رکعتیں نہیں پڑھتے تھے۔(۳) اسی کے ہم معنی طحاوی نے بھی حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے (۴) بخاری میں بلاسند دوسری روایت حضرت ابن عمرؓ کی یہ بھی ہے کہ وہ طلوع سے پہلے

(۱) ج:۱،ص:۳۶۳ (۲) فتح الباری، ج:۳،ص:۳۱۸/ وعمدۃ القاری، ج:۴،ص:۶۴۱

(۳) عمدة القاری ،ج:۴،ص:۶۳۹ (۴) طحاوی، ج:۱،ص:۳۹۶

پڑھ لیتے تھے، لیکن نافع جو حضرت ابن عمرؓ کے مولیٰ اور سفر و حضر کے خادم و رفیق ہیں انھوں نے اس روایت کی تکذیب کی ہے۔ بیہقی نے نافع کی تکذیب کو بلا وجہ غیر مقبول قرار دیا ہے، شاید انھوں نے تکذیب کو اس کے ظاہر پر حمل کیا ہے، حالانکہ مراد نافع کی یہ نہیں ہے کہ راوی عمداً جھوٹ بولا، بلکہ ان کی یہ مراد ہے کہ راوی نے بھول کر یا کسی غلط فہمی کی بنا پر غلط بیانی کی، یہ بات عدالت رواۃ کے منافی نہیں ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کو کسی عادت کے باب میں نافع یا سالم کے بیان کے مقابلہ میں کسی دوسرے راوی کا بیان قابل ترجیح نہیں ہوسکتا۔

بہر حال اس تفصیل کا مقصد یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام ثوریؒ وغیرہ جو اس بات کے قائل ہیں کہ فجر و عصر کے بعد طلوع و غروب سے پہلے طواف کی رکعتیں نہ پڑھی جائیں، یہ کوئی بے بنیاد بات نہیں ہے اور جو لوگ اس پر عمل کرتے ہیں وہ کوئی نیا کام نہیں شروع کر رہے ہیں بلکہ عہد صحابہ سے برابر اس پر عمل ہوتا رہا ہے، لہٰذا اس کو بے اصل و بے دلیل بتانا اور شدت سے نکیر کرنا بالخصوص مسجد حرام میں جہاں ہر مسلک کے لوگ اکٹھا ہوتے ہیں، تقریروں میں اس مسئلہ کو موضوع بحث بنانا، نہایت نامناسب کام اور مسلمانوں میں اختلاف و دُوری اور باہم دشمنی پیدا کرنے کی کوشش کرنا ہے۔

متمتع مزید عُمرے کرسکتا ہے:

(۱) ''جس نے تمتع کے ارادہ سے عمرہ کا احرام باندھا، وہ عمرہ سے فارغ ہوکر زمانۂ قیام مکہ میں حج سے پہلے مزید عمرے بھی کرسکتا ہے، ملا علی نے المسلک المتقسط ص:۱۹۳میں اور علامہ شامی نے منحۃ الخالق میں، نہایہ، مبسوط، بحر الرائق اور علامہ قاسم وغیرہم کے حوالے سے اس کے جواز کی تصریح کی ہے، اور صاحب ارشاد الساری نے جاہل معلموں پر سخت اعتراض کیا ہے، جو پردیسی حاجیوں کو اس بڑے ثواب سے روک کر ان کی محرومی کا سبب بنتے ہیں۔ (ارشاد الساری، ص:۱۹۴)

(۲) بعض لوگ میقات سے عمرہ کے سوا، تنعیم وغیرہ سے عمرہ کرنے کو منع کرتے ہیں، اور اس باب میں بیجا تشدد سے کام لیتے ہیں، اس مقدس سرزمین میں، اور اس موقع پر اس قسم کے مسائل میں الجھنا الجھانا دین کی کوئی خدمت نہیں ہے، بلکہ بدمزگی اور باہم کشیدگی پیدا کرنا ہے۔

حج سے فراغت کے بعد تنعیم سے عمرہ کرنے کیلئے رسول خدا ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو ان کے بھائی کے ساتھ بھیجا ہے، اور یہ روایت بخاری و مسلم میں موجود ہے۔ اس حدیث سے حِل کے دوسرے مقامات کے مقابلہ میں (باستثناء جعرانہ) تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھنے کی افضلیت بے تکلف ثابت ہے۔ اب رہی عمرہ کی تکرار (عمرہ کا بار بار کرنا) تو اس کا جواز بھی حضرت علیؓ

وحضرت انسؓ وغیرہ کی روایات سے ثابت ہے، حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک بار سر منڈانے کے بعد پھر جب بال نکل آتے تھے تو عمرہ کرلیا کرتے تھے، ظاہر ہے کہ یہ قیام مکہ ہی کی صورت میں ہوسکتا ہے، محبّ الدین طبری لکھتے ہیں: **الظاهر من حاله أن هٰذه عادته كلما اسودّ شعره من حلق في نسك خرج وأتىٰ بآخر ، إذا تقرر هٰذا فتكرار العمرة والاكثار منها مستحب عندنا مطلقا**(۱)

یعنی حضرت انسؓ کے حال کا ظاہر یہ ہے کہ یہ ان کی عادت تھی کہ جب عمرہ یا حج میں سر منڈانے کے بعد بال نکل آتے اور سر میں سیاہی نظر آنے لگتی تھی تو دوسرا عمرہ کرلیتے تھے، جب یہ ثابت ہوگیا تو سنو کہ عمرہ کا بار بار کرنا اور زیادہ کرنا ہمارے نزدیک مطلقاً مستحب ہے۔

اور حافظ ابن حجر نے صحیح بخاری کی حدیث **العمرة إلى العمرة كفارة لما بينهما** (یعنی دو عمرے دونوں کے درمیان کیلئے کفارہ ہیں) کے ذیل میں لکھا ہے کہ **وفي حديث الباب دلالة علىٰ استحباب الاستكثار من الاعتمار** (۲) یعنی یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ زیادہ عمرے کرنا مستحب ہے، بعینہٖ یہی بات علامہ شوکانی نے بھی نیل الاوطار (ج:۴، ص:۲۴۰) میں لکھی ہے۔

---

(۱) القریٰ، ص:۵٦۲ (۲) فتح الباری، ج:۳، ص:۳۸۷

اورغنیۃ الناسک میں ہے:ویستحب الاکثار منها عند الجمهور لاسيّما في رمضان قال ﷺ العمرة إلى العمرة كفارة لما بينهما اھ،وندبت في رمضان وهي فيه افضل منها في غيره ولو في اشهر الحرم قال ﷺ عمرة في رمضان تعدل حجة وفي رواية حجة معي اھ، وهي شاملة لعمرة آفاقية ومكية (ص:۱۰۷)(ترجمہ) جمہور(۱) کے نزدیک بار بار اورزیادہ عمرہ کرنا بالخصوص رمضان میں مستحب ہے،اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک دونوں کے درمیان کے لئے کفارہ ہے،اوررمضان میں مندوب ہے،اوردوسرے مہینوں کے لحاظ سے رمضان میں افضل ہے خواہ اشہرحرم ہی کیوں نہ ہوں،حدیث میں ہے کہ رمضان میں ایک عمرہ (ثواب میں) ایک حج کی طرح ہے، ایک روایت میں ہے کہ میرے ساتھ حج کی طرح ہے، اس حدیث میں کوئی تخصیص نہیں ہے،آفاقی اورمکی دونوں قسم کے عمروں کو یہ شامل ہے۔

بہت سی کتابوں کے حوالے دینا اوران کی عبارتیں نقل کرنا موجب تطویل ہے۔مختصر یہ ہے کہ امام مالک کے سوا کوئی دوسرا زیادہ عمرہ کرنے کو منع نہیں کرتا،ان کا مذہب یہ ہے کہ سال میں ایک عمرہ ہونا چاہئے، دوسرا

---

(۱)فتح الباری،ج:۳،ص:۳۹۲میں سال میں ایک سے زائد عمرے کے جواز کو جمہور کا قول بتایا ہے۔

کوئی امام یہ پابندی نہیں لگاتا، امام احمد رحمہ اللہ بھی کئی عمروں کے کرنے سے منع نہیں کرتے، زیادہ سے زیادہ یہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کے بعد دس دن تک نہ کرے تاکہ بال جم جائیں اور سر منڈا سکے، یعنی اس پابندی کی وجہ یہ نہیں ہے کہ عمرہ آفاقی کو میقات ہی سے کرنا چاہئے۔

فتح الباری میں ابن سیرین کی مرسل روایت ہے کہ ہم کو یہ بات پہونچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ والوں کے لئے تنعیم کو میقات قرار دیا ہے، اور بطریق عطاء بھی یہی نقل کیا ہے کہ جس کو عمرہ کرنا ہو اور وہ مکہ کا ہو خواہ دوسری جگہ کا تو وہ تنعیم یا جعرانہ جاکر احرام باندھے، اور سب سے افضل یہ ہے کہ حج کی کسی میقات سے عمرہ کا احرام باندھے۔

ان باتوں کے پیش نظر اگر کوئی تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھتا ہے تو اس پر ہرگز نکیر نہ کرنی چاہئے۔ دوسری کوئی بات بھی نہ ہوتی تو تنہا رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے حضرت عائشہؓ کا تنعیم سے عمرہ کرنا بلکہ آپ کا ان کے بھائی کو مامور کرنا کہ تنعیم سے عمرہ کرالاؤ، اس بات کے لئے کافی تھا کہ اس پر کم از کم اعتراض نہ کیا جائے، حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ایک مختصر جملہ میں منکرین کا بہت معقول جواب دیا ہے کہ: **وبعد أن فعلته عائشة بامره دل علىٰ مشروعيته**، (یعنی) جب حضرت عائشہؓ نے آنحضرت ﷺ کے حکم سے اس کو کیا ہے تو یہ اس کی مشروعیت کی دلیل ہے۔ (فتح الباری ج:۳ ص:۳۹۲)

اور نواب صدیق حسن مرحوم ایضاح الحجۃ میں لکھتے ہیں کہ عمرے کا میقات حل ہے، یعنی حرم سے باہر نکل کر احرام باندھ کر پھر مکے میں آوے۔ یہ تین جگہیں ہیں، جعرانہ، تنعیم، حدیبیہ۔ افضلیت کی بھی یہی ترتیب ہے، مگر فتاویٰ عالمگیری میں تنعیم کو افضل لکھا ہے (اس کے بعد علامہ ابن تیمیہ وعلامہ ابن القیم کے اقوال لکھ کر فرماتے ہیں) مگر میل خاطرِ شوکانی طرف مذہب جمہور کے ہے، میرے نزدیک بھی یہ بات ہے کہ جو امر معتمر پر آسان ہو وہ کرے۔ اس تانتے میں کہیں یہ نہ ہو کہ بالکل عمرہ بجالانے سے محروم رہ جاوے، بشرط امن راہ وحصولِ رفقہ تنعیم تک جاوے، کیا ڈر ہے ، ورنہ مکے ہی سے احرام باندھ کر معتمر ہو جاوے۔ (ایضاح الحجۃ، ص:۴۴)

نواب صاحب کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن القیم وغیرہ کا منشا یہ نہیں ہے کہ جو بیرونی حاجی مکہ میں بانتظار حج مقیم ہے وہ عمرہ بالکل نہ کرے، بلکہ ان کا صرف یہ منشا ہے کہ تنعیم وغیرہ کے بجائے مکہ ہی سے احرام باندھ کر عمرہ کرے۔

نواب صاحب چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں: رہا عمرہ سو سارے برس جائز ہے، گو رسول خدا ﷺ نے عمر بھر میں تین ہی عمرے کئے ہیں، دو ذیقعدہ میں، ایک شوال میں۔ اس سے فضیلت عمرے کی اشہر حج میں ثابت ہوئی، اگرچہ کرنا عمرے کا سال تمام بلا کلام درست ہے، جب چاہے کرے، جتنے

چاہے بجالائے کوئی مانع نہیں ہے۔ **ومن زاد زاد اللہ فی حسناتہ،** عمرۂ رمضان کو حدیث شریف میں برابر حج کے قرار دیا ہے (ایضاً)

اور طراز الخمرہ میں فرماتے ہیں: آفاقی عمرے کا احرام میقات سے باندھے، جو کوئی مکے میں ہے وہ نزدیک جمہور کے زمین حل کو نکل جاوے، نزدیک حنابلہ و بعض اہل حدیث کے مکے ہی میں اپنے گھر سے احرام باندھ لے، پھر حل سے آکر، یا گھر سے باہر نکل کر طواف و سعی کرے، سر منڈائے یا بال کترائے، یہ عمرہ ہوا۔ یہ سارے برس مشروع ہیں جب چاہے کرے، یہ حج کا چھوٹا بھائی ہے۔ (طراز الخمرہ، ص: ۵۸، مصنفہ نواب مرحوم)

یہ تو زمانۂ قیام مکہ میں بار بار عمرے کرنے کے جواز بلکہ موجب ثواب ہونے کی بات تھی، اور اس بات کا بیان تھا کہ وہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے، اب اسی کے ساتھ دوسری بات بھی سنئے کہ جتنا وقت تنعیم سے عمرہ کرنے میں صرف ہوتا ہے اتنی دیر بیکار رہنے سے تو بیشک عمرہ کرنا ہی افضل ہے، لیکن اگر اتنا وقت اس کے بجائے طواف کرنے میں صرف کرے تو عمرہ کرنے سے طواف کرنا افضل ہے۔ محبّ الدین طبری لکھتے ہیں: **لاندعی کراھة تکرارھا بل نقول انھا عبادة کثیرة الفضل عظیمة الخطر، لکن الاشتغال بتکرار الطواف فی مثل مدتھا افضل من الاشتغال بھا۔** (القری، ص: ۲۹۹) (ترجمہ) ہم

بار بار عمرہ کرنے کی کراہت کا دعویٰ نہیں کرتے، بلکہ کہتے ہیں کہ وہ بہت فضیلت والی اور بڑی اہمیت والی عبادت ہے، لیکن اتنے وقت تک بار بار طواف کرنا اس سے افضل ہے۔

اور غنیۃ الناسک مصنفہ صاحبزادہ مولانا محمد حسن تلمیذ حضرت گنگوہی قدس سرہما میں ہے: **وإكثار الطواف أفضل من إكثار الاعتمار** (۱) یعنی زیادہ طواف کرنا زیادہ عمرے کرنے سے افضل ہے۔

(۳) زمزم کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں، غیر جنبی نہا بھی سکتا ہے، لیکن استنجا کرنا یا جنبی کا نہانا یا کپڑے وغیرہ کو نجاست لگی ہو تو اس کو اس سے دھونا مکروہ ہے۔

(۴) آبِ زمزم کثرت سے پینا مستحب ہے۔

(۵) کعبہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔

☆☆☆☆☆

---

(۱) غنیۃ الناسک، ص: ۱۰۷۔

آٹھویں ذی الحجہ اور حج کی تیاری

تمتع کے عمرہ سے تو بہت دن ہوئے آپ فارغ ہوئے، اب آپ کو حج کی تیاری کرنی ہے، جیسے آپ نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اسی طرح اب حج کا احرام باندھنا ہے، آسانی اس میں رہے گی کہ آپ آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھئے، اگر فجر کی نماز کے بعد دن نکلنے سے پہلے باندھنا ہو تو احرام کی نفل نماز پڑھے بغیر باندھ لیجئے، اور اگر دن نکلنے کے بعد باندھنا ہو تو دو رکعت نفل پڑھ کر فوراً حج کی نیت کیجئے اور ساتھ ہی تین دفعہ لبیک پڑھئے: **لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ** ۔اس کے بعد جو جی چاہے دعا کیجئے۔

حتی الامکان کوشش کیجئے کہ آپ کا معلم سویرے ہی آپ کو روانہ کردے، منیٰ مکہ سے ساڑھے تین میل ہے، عموماً لوگ موٹر سے جاتے ہیں، طاقت ہو اور کوئی رکاوٹ نہ ہو تو پیدل بآسانی جاسکتے ہیں ۔ منیٰ پہونچ کر کوئی خاص کام نہیں کرنا ہے، بلکہ یہی سنت ہے کہ وہاں رہ کر آٹھویں کا دن اور آٹھویں، نویں کی درمیانی رات گزاری جائے، اور پانچوں نمازیں (آٹھویں کی ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نویں کی فجر) منیٰ میں پڑھی جائیں، لیکن

بیکار رہنا مناسب نہیں ، ذکر اور تلاوت میں وقت گزارنا چاہئے ،نویں کو سورج نکلنے کے بعد عرفات کے لئے روانہ ہونا ہے،عرفات منیٰ سے چھ میل ہے،لوگ پیدل بھی جاتے ہیں،لیکن تکان کا اندیشہ ہوتو پیدل نہ جایئے ، موٹر سے جایئے اور لبیک برابر پڑھتے رہئے،عرفات پہونچ کر زوال سے پہلے پہلے جی چاہے تو آرام کرلیجئے اور کھانے پکانے سے فارغ ہوجایئے۔زوال ہوتے ہی وضو کرلیجئے، غسل کرنا مستحب ہے ضروری نہیں ہے،وضو کے بعد فوراً مسجد نمرہ میں پہونچ جانا چاہئے اورامام کی اقتداء میں پہلے ظہر پھر سنت وغیرہ پڑھے بغیر اسی وقت عصر کی نماز پڑھے،اور دونوں نمازوں میں قصر کرے بشرطیکہ امام مسافر ہو،اور اگر امام مسافر نہ ہواور قصر کرے تو خود چاہے مسافر ہو یا مقیم،امام کی اقتدا میں نہ پڑھے(۱) بلکہ دونوں نمازوں کو الگ الگ ان کے خاص وقتوں میں چاہے اکیلے یا جماعت کے ساتھ پڑھے،ظہر پڑھنے کے بعد کوشش کرے کہ ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہو، شام تک کا پورا وقت دعا واستغفار میں، الحاح وزاری اور رونے گڑگڑانے میں صرف کرے ، ظہر کے بعد فوراً امام کے ساتھ جبل رحمت کے قریب وقوف کیلئے جانا اور دھوپ میں ہی قبلہ رُو کھڑے ہوکر دعا کرنا افضل ہے،مگر دھوپ میں کھڑے ہونے سے ضرر یا تکلیف ہوتو جبل رحمت ہی کے قریب

---

(۱)معلم الحجاج میں اسی بات کو فقہی کتابوں کے حوالہ سے لکھا ہے۔(دیکھو ص:۱۷۷)

سایہ میں یا اپنے خیمہ ہی میں دعا وغیرہ کرتا رہے، جب دھوپ کی تیزی کم ہو تو لبّیک لبّیک پکارتا ہوا جبل رحمت کے پاس جائے، جبل رحمت عرفات میں وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں وقوف (قیام) فرمایا تھا، یہاں بھی خوب رو رو کر دعائیں کرے، اگر ضرر کے اندیشہ یا کمزوری کی وجہ سے اپنے خیمہ ہی میں رہ گیا اور بیٹھے ہی بیٹھے دعا واستغفار کرتا رہا تو بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے، کھڑے ہوکر وقوف کرنا مستحب ہے واجب نہیں ہے، اور اگر جبل رحمت تک جانے میں گم ہونے، دھوپ کی شدت سے بیمار ہونے یا ہجوم میں دلجمعی کے ساتھ دعا وغیرہ نہ کرسکنے کا اندیشہ ہو تو یہی اچھا ہے کہ خیمہ ہی میں پورا وقت خوب جی لگا کر دعا واستغفار اور درمیان میں لبیک پڑھنے میں گذارے۔ دوسری کتابوں میں نیز ان چھوٹے چھوٹے جیبی رسالوں میں جو حاجیوں کو بمبئی سے مفت مل جاتے ہیں، لمبی لمبی دعائیں لکھی ہیں، لیکن اگر آپ اتنا بھی کرلیں کہ قبلہ رُو کھڑے ہوکر سو بار لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْـدَہٗ لَاشَـرِیْکَ لَـہٗ، لَـہُ الْمُلْکُ وَلَـہُ الْحَـمْـدُ یُـحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ۔ پھر سو بار سورۂ قل ھو اللہ ، پھر سو بار نماز میں جو درود پڑھی جاتی ہے پڑھ کر اپنے اور اپنے متعلقین اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کرتے رہیں تو کافی ہے، کسی سے اتنا بھی نہ ہوسکے تو برابر لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْـدَہٗ لَاشَـرِیْکَ لَہ ، آخر تک

اور رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار۔ پڑھتا رہے، اور جو بن پڑے دعا کرے۔

آج ہی کا دن سارے سفر کا حاصل اور لب لباب ہے، اس کی قدر پہچاننا چاہئے اور ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرنا چاہئے۔

مُزدلفہ کے لئے روانگی

آفتاب ڈوبنے کے بعد مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ روانہ ہوجایئے، مزدلفہ عرفات سے تین میل ہے، اور وہاں پہونچ کر مغرب اور عشا ایک ساتھ عشا کے وقت میں پڑھے، آج اس جگہ دونوں نمازوں کو جمع کرنا واجب ہے، یہ رات بڑی مبارک ہے، یہاں تک کہا گیا ہے کہ حاجیوں کے حق میں یہ رات شب قدر سے بڑھ کر ہے، اس لئے جس قدر شب بیداری، ذکر ودعا، توبہ واستغفار، تلاوت ودرود کا وِرد کرسکیں کیجئے۔ اچھا یہ ہے کہ مغرب وعشا سے فارغ ہوکر کچھ دیر ذکر ودعا وغیرہ کر کے سوجایئے، اور بہت سویرے جاگ کر تہجد پڑھے اور برابر تلاوت اور ذکر ودعا میں مشغول رہے، اس کے بعد آج یہ افضل ہے کہ فجر کی نماز صبح صادق ہونے کے بعد خوب اندھیرے ہی میں پڑھے، پڑھ کر جبل قُزَح پر یا اس کے پاس آکر وقوف کیجئے، اس وقوف میں بھی درود شریف، تکبیر وتہلیل، استغفار،

تلبیہ اور اذکار کی کثرت کیجئے ،اور اگر کوئی بتانے والا نہ ہو یا قوت نہ ہوتو جہاں قیام ہے وہیں مشغول رہئے ۔اب سورج نکلنے میں بقدر دو رکعت نماز پڑھنے کے (یعنی تقریباً دو منٹ) رہ جائے تو منیٰ کے لئے روانہ ہوجایئے ، اچھا یہ ہے کہ رمی کرنے کیلئے کنکریاں یہیں سے چن لیجئے اور منیٰ پہونچ کر پہلا کام یہ کیجئے کہ جمرۂ عقبہ پر (کنکری مارنے کی آخری جگہ) جس کو عوام بڑا شیطان کہتے ہیں ،سات کنکریاں ماریئے ، اس کے بعد قربانی کر کے بال منڈا لیجئے یا کتروا لیجئے ۔اب آپ احرام سے باہر ہوگئے ۔

(۱) آج دسویں تاریخ ہے ، آج ہی مکہ آ کر طوافِ زیارت کر لینا افضل ہے ، ویسے جائز بارہویں کے غروب آفتاب ہونے تک ہے، اس کے بعد مکروہ تحریمی ہے، یہ طواف بھی فرائضِ حج میں سے ہے۔

(۲) آج ہی پہلی کنکری مارنے کے ساتھ لبیک کہنا موقوف ہو جائے گا، اس کے بعد لبیک نہ کہئے ۔کنکری مارنے کے وقت یہ دعا پڑھئے :

بِسْمِ اللهِ اَللهُ اَكْبَرُ رَغْماً لِلشَّيْطٰنِ وَرِضىً لِلرَّحْمٰنِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُوْراً وَذَنْباً مَغْفُوْراً وَسَعْياً مَشْكُوْراً ، یہ یاد نہ ہوتو کوئی دوسرا ہی ذکر کیجئے ۔

(۳) قربانی کے بعد اپنے بال خود بھی کاٹ سکتا ہے اور دوسرے محرم کے بھی بال کاٹ سکتا ہے ۔

طوافِ زیارت:

(۱) دسویں تاریخ کو اگر بآسانی ممکن ہو تو منیٰ سے ایسے وقت چلے کہ طوافِ زیارت اور سعی سے فارغ ہوکر مسجد حرام میں باجماعت ظہر کی نماز پڑھے تو بہت بہتر ہے، بعض حضرات نے اسی کو مسنون لکھا ہے، اور بعض نے واپس آکر منیٰ میں ظہر پڑھنے کو مسنون بتایا ہے۔

لیکن آج کل مزدلفہ سے منیٰ آنے میں اتنی دیر ہوجاتی ہے کہ رمی اور ذبح پھر حلق سے فارغ ہوتے ہوتے موقع ہاتھ سے جاتا رہتا ہے، اس لئے جب موقع ملے اسی وقت طوافِ زیارت کیلئے مکہ آئے، مگر مکہ سے لوٹ کر منیٰ ہی میں رات گذارنی چاہئے۔

(۲) اس طواف کا اور اس کے بعد سعی کا بھی وہی طریقہ ہے جو عمرہ کے طواف میں بتایا گیا ہے، بس اس طواف میں اضطباع نہیں ہے، اور اس سعی کے بعد سر منڈانا یا بال کترانا نہیں ہے۔

کنکریاں مارنا:

(۱) دسویں تاریخ کو کنکری مارنے کا وقت صبح صادق سے گیارہویں کی صبح صادق تک ہے، اگر گیارہویں کو صبح صادق ہوگئی اور دسویں کی کنکری نہیں ماری تو دم واجب ہے، اور اس دن کا مسنون وقت سورج نکلنے کے بعد سے زوال تک ہے اور زوال سے غروب تک مباح ہے، اور غروب کے

بعد صبح صادق تک مکروہ ہے۔

(۲) دسویں کو صرف آخری جمرہ پر کنکری مارنا ہے۔

(۳) گیارہویں کو تینوں جمروں پر کنکری مارنا واجب ہے۔ پہلے جمرۂ اولیٰ پر جو مسجد خیف کے قریب ہے، پھر وُسطیٰ پر، اس کے بعد جمرۂ عقبہ پر۔

(۴) گیارہویں کو زوال کے بعد ظہر کی نماز پڑھ کر تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں مارے، بارہویں کو بھی ایسا ہی کرے۔

(۵) گیارہویں اور بارہویں کو رمی کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے، اس سے پہلے رمی جائز نہیں ہے۔

(۶) اگر تیرہویں کو بھی ٹھہر کر رمی کر کے مکہ سے واپس آئے تو بہت اچھا ہے، تیرہویں کو صبح صادق سے غروب تک وقت رہتا ہے مگر زوال کے بعد مسنون ہے، اس سے پہلے مکروہ وقت ہے۔

(۷) اگر تیرہویں کو رکنا نہ ہو تو بارہویں کو غروب سے پہلے منیٰ سے نکل جانا چاہئے۔

(۸) ہجوم کے خوف سے عورت کی طرف سے دوسرے کا رمی کرنا جائز نہیں ہے، اگر اس سبب سے عورت نے رمی نہیں کی تو فدیہ واجب ہے۔(۱)

(۹) عورت دسویں کو سورج نکلنے سے پہلے اور گیارہویں یا بارہویں

---

(۱) غنیۃ الناسک، ص: ۱۰۰

کو سورج غروب ہونے کے بعد کنکری مارے تو مکروہ نہیں ہے، بلکہ عورت کو رات میں رمی کرنا افضل ہے۔

(۱۰) بارہویں یا تیرہویں کو منیٰ سے مکہ آتے ہوئے محصّب (جس کو معابدہ کہتے ہیں) میں تھوڑی دیر اتر کر خواہ سواری روک کر ٹھہرنا اور دعا کرنا چاہئے۔

(۱۱) منیٰ سے واپسی کے بعد جتنے دن مکہ معظّمہ میں قیام ہو اس کو غنیمت سمجھے اور جتنا ہو سکے طواف، عمرے، نماز، روزے، صدقات اور نیک کام کرے، اپنے والدین و اقارب کی طرف سے بھی کرے، معلوم نہیں پھر یہ موقع نصیب ہو نہ ہو۔

(۱۲) حج کے بعد جب مکہ سے وطن واپس ہونے کا ارادہ ہو تو طوافِ وداع واجب ہے، اس طواف میں نہ رمل ہے نہ اس کے بعد سعی۔ طواف کے بعد دوگانۂ طواف پڑھ کر قبلہ رُخ کھڑا ہو کر خوب پیٹ بھر کر کئی سانس میں آبِ زمزم پیئے، ہر سانس میں بیت اللہ کی طرف دیکھے، پھر ملتزم کے پاس جا کر جس طرح پہلے طواف کے بعد دیوارِ کعبہ سے لپٹا تھا اسی طرح پھر لپٹے اور خوب روئے گڑگڑائے اور بیت اللہ کی جدائی پر اظہار افسوس کرے، پھر حجر اسود کو بوسہ دے، اس کے بعد الٹے پاؤں بیت اللہ کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوا، اور روتا ہوا مسجد سے نکلے اور دروازہ پر کھڑا ہو کر دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بار بار حاضری نصیب فرمائے، یاد ہو تو یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْداً کَثِیْراً طَیِّباً مُبَارَکاً فِیْہِ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ الْعَوْدَ بَعْدَ الْعَوْدِ الْمَرَّۃَ بَعْدَ الْمَرَّۃِ إِلیٰ بَیْتِکَ الْحَرَامِ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمَقْبُوْلِیْنَ عِنْدَکَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ،اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْہُ اٰخِرَ الْعَھْدِ مِنْ بَیْتِکَ الْحَرَامِ وَإِنْ جَعَلْتَہٗ اٰخِرَ الْعَھْدِ فَعَوِّضْنِیْ عَنْہُ الْجَنَّۃَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. (ترجمہ) تمام پاک، بابرکت، وافر اور کفایت کرنے والی تعریفیں سب اللہ کیلئے ہیں۔ اے اللہ! مجھ کو (حج سے) واپسی کے بعد پھر بیت اللہ کی جانب بار بار آنے کی توفیق عطا فرما، اور اے ذوالجلال والاکرام مجھے اپنے مقبول بندوں میں سے بنالے۔ اے اللہ! تو بیت اللہ کی اس زیارت کو میرے لئے آخری زیارت نہ بنا، اور اگر یہ آخری زیارت ہے تو اے ارحم الراحمین! تو مجھے اس کے عوض جنت عطا فرما، اور رحمت کاملہ نازل فرما اپنی بہترین مخلوق محمد ﷺ پر اور ان کی تمام آل واصحاب پر۔

(۱۳) حائضہ عورت طواف وداع نہ کرے، صرف دروازہ پر کھڑی ہو کر دعا پڑھ لے۔

☆☆☆☆☆

متفرق مسائل

حج بدل:

(۱) جس کو حج بدل کرانا ہو اس کو چاہئے کہ ایسے شخص سے حج کرائے جو اپنا حج کر چکا ہو، جس نے حج نہ کیا ہو اس سے حج بدل کرانا مکروہ تنزیہی ہے، یہ کراہت کرنے والے اور کرانے والے دونوں کے حق میں ہے، بلکہ اگر کرنے والے پر خود فرض ہو چکا ہے تو اس کو کسی کا حج بدل کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (غنیۃ الناسک، ص:۱۸۱)

(۲) حج بدل کرنے والے پر لازم ہے کہ کھانے پینے، رہنے سہنے میں احتیاط و دیانتداری کے ساتھ خرچ کرے، نہ فضول خرچی کرے نہ تنگی سے بسر کرے، اور چونکہ وہ اپنے کھانے میں سے کسی کو کھلا نہیں سکتا، اور نہ آمر کے مال سے صدقہ خیرات کر سکتا ہے، اس لئے اس کو چاہئے کہ آمر سے اس کی اجازت لے لے۔

(۳) حج بدل کرنے والا آمر کی اجازت سے قران یا تمتع کا احرام بھی باندھ سکتا ہے، اس مسئلہ میں کچھ اختلاف کتابوں میں مذکور ہے، اور چند اکابر نے تمتع کو اجازت کے بعد بھی ناجائز قرار دیا ہے، مگر اصح یہ

ہے کہ حج بدل کرنے والے کو تمتع کرنا آمر کی اجازت سے جائز ہے، غنیۃ الناسک میں ہے: **ولكن مازاد في اللباب يوافقه مافي البحر وغيره من جواز التمتع عن الآمر إذا كان بامره كماسياتي عن قريب ، قيل وعليه فله ان ياذن للمامور بإفراد العمرة اولاً منه ثم باتيان الحج عنه ايضاً** ۔(ترجمہ) لیکن لباب میں جس بات کا اضافہ کیا ہے اس کی تائید اس سے ہوتی ہے جو بحر وغیرہ میں ہے کہ آمر کی طرف سے تمتع جائز ہے جبکہ اس کے حکم سے ہو جیسا کہ آگے آئے گا، کہا گیا ہے کہ اس بنیاد پر آمر کو یہ اختیار بھی ہے کہ وہ پہلے اپنی طرف سے صرف عمرہ کرنے کی اجازت مامور کو دے، پھر اپنی ہی طرف سے حج کرنے کی۔

دُرِّ مُختار میں ہے کہ قران اور تمتع اور جنایت کا دم حج بدل کرنیوالے کے ذمہ ہے بشرطیکہ آمر نے اس کو قران و تمتع کی اجازت دی ہو۔ (۱) اور عمدۃ الناسک (مصنفہ مولانا شیر محمد) میں ہے کہ آمر کو چاہئے کہ وہ اپنے مامور کو عام طرح اجازت دیدے کہ تمہاری مرضی پر ہے چاہے افراد حج کرو یا قران یا تمتع، پھر حاشیہ میں اس کی تائید میں چند عبارتیں لکھی ہیں۔ (۲)

ان عبارتوں سے ثابت ہے کہ حج بدل کرنے والا آمر کی اجازت سے تمتع کرسکتا ہے، اور غنیۃ الناسک کی عبارت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ

---

(۱) غنية ، ص:۱۸۵۔ (۲) درمختار، ج:۲،ص:۲۵۳

آمر اجازت دیدے کہ پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کرو، اس کے بعد جب وقت حج آئے تو حج کا احرام باندھ کر حج کرو تو یہ بھی جائز ہے۔

(۴) غنیۃ میں ہے: **والافضل احجاج الحر العالم بالمناسک الذی حج عن نفسه حجة الاسلام۔** (غنية، ص:۱۸۵)

افضل یہ ہے کہ جو شرعاً غلام نہ ہو، مناسک حج سے واقف ہو اور اپنا فرض حج کر چکا ہو، اس سے حج بدل کرائے۔

(۵) مکہ اور مدینہ میں مسجد کے اندر بہت سے لڑکے پانی پلاتے رہتے ہیں اور پیسے وصول کرتے ہیں، یہ پانی کی خرید وفروخت ہوئی، مسجد میں اس سے بچنا لازم ہے، حجاج لڑکوں کو تو روکنے سے رہے اس لئے خود پانی نہ پئیں۔ علامہ ابن الحاج مالکی نے مدخل میں اس مسئلہ کو بہت تفصیل سے لکھا ہے۔

(۶) سفر حج میں عموماً چند آدمی آپس میں طے کر لیتے ہیں کہ ہم لوگ ساتھ کھائیں گے اور باری باری سے کھانا پکائیں گے، نل سے پانی بھی ہر آدمی لائے گا، پھر بعض حجاج کاہلی کرتے ہیں اور جی چراتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح یہ بھی ناجائز ہے کہ دوسروں ہی کا گھی تیل، غلہ خرچ کرے اور اپنا بچا کر لائے یا اور کسی مصرف میں صرف کردے۔

(۷) بعض لوگ اپنا سامان موٹر پر لادنے کے لئے ڈرائیور سے طے کر لیتے ہیں کہ ہم تم کو حاجیوں سے ایک ایک ریال (مثلاً) دلوادیں گے،

پھر سب کو دینے پر مجبور کرتے ہیں یہ بھی جائز نہیں۔

(۸) بہت سے ہندوستانی حجاج معلمین کو روپئے دے کر مکہ سے حج بدل کراتے ہیں، اگر کسی پر حج فرض تھا اور اس کی طرف سے ایسا کرتے ہیں تو فرض ادا نہ ہوگا، اور نفلی حج بدل کراتے ہیں تو بھی بہت دیکھ بھال کر ایسا کرنا چاہئے، عموماً ایسے روپئے ضائع جاتے ہیں، بہت کم ہی کوئی معلم حج بدل کرادیتا ہوگا۔

(۹) یہ بہت افسوسناک بات ہے کہ حجاج کی ایک بڑی تعداد حرمین میں اکثر اوقات خرید وفروخت میں منہمک نظر آتی ہے، آپس میں چرچا بھی اسی بات کا رہتا ہے حتیٰ کہ حرم میں بھی اسی قسم کی باتیں کرتے ہوئے بعض حجاج پائے جاتے ہیں، بہت سے لوگ ممنوع سامان بھی خرید کر لاتے ہیں، اور اس سلسلہ میں بار بار جھوٹ بولتے ہیں اور جھوٹ بولنے پر بھی عموماً بے عزت ہوتے ہیں، یہ سب باتیں شرع اسلامی کے خلاف ہیں اور حاجی کے لئے اور بھی بدتر ہیں۔

☆☆☆☆☆

مدینہ طیبہ کی حاضری

سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت بالا جماع اعظم قربات اور افضل طاعات سے ہے، اور ترقیٔ درجات کیلئے کامیاب ترین وسیلہ ہے۔ (لباب)

خود رسالت مآب ﷺ نے زیارت کی ترغیب دی ہے، اور باوجود قدرت کے زیارت نہ کرنیوالوں کو بے مروت اور ظالم فرمایا ہے۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اس دولت سے نوازا جائے اور بدبخت ہے وہ شخص کہ باوجود قدرت و وسعت کے اس نعمت عظمٰی سے محروم رہ جائے۔

قال النبی ﷺ من زارنی متعمداً کان من جواری یوم القیٰمة (مشکوٰۃ، ص:۲۳۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بالقصد میری زیارت کرے گا، قیامت کے دن وہ میرے پڑوس میں ہوگا۔

من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی (مشکوٰۃ، ص:۲۳۳) جس نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت میرے مرنے کے بعد کی تو گویا اس نے میرے زندگی میں میری زیارت کی۔

مسائل و آداب

(۱) جس شخص پر حج فرض ہو اس کو حج سے پہلے زیارت کرنا جائز ہے،

بشرطیکہ حج فوت ہونے کا خوف نہ ہو، مگر اس کیلئے بہتر پہلے حج کرنا ہے، اور حج نفل کرنے والے کو اختیار ہے کہ پہلے حج کرے یا پہلے زیارت کرے۔(۱)

اور جس شخص کے راستہ میں حج کیلئے آتے ہوئے مدینہ پڑتا ہو، جیسے شام کی طرف سے آنے والا، اس کو پہلے ہی زیارت کرنی چاہئے۔

(۲) جس پر حج فرض ہو، اگر وہ مکہ میں حج کے مہینوں سے پہلے آئے تو حج کے مہینوں کے شروع سے پہلے اس کو مدینہ منورہ جانا جائز ہے، اور حج کے مہینے شروع ہونے کے بعد مدینہ منورہ کے سفر کی وجہ سے اگر حج فوت ہونے کا خوف ہوتو جائز نہیں، اگر حج فوت ہونے کا خوف نہ ہو، سواری قابل اطمینان ہواور راستہ مامون ہوتو جا سکتا ہے جیسا کہ آج کل ہے۔(۲)

(۳) جب مدینہ کا سفر شروع کرے تو مزار انور کی زیارت کی نیت کے ساتھ مسجد نبوی کی زیارت کی بھی نیت کرے، مگر شیخ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک صرف زیارت روضۂ اقدس کی نیت کرنا اولیٰ ہے، مسجد نبوی کی زیارت بھی اس کے ذیل میں حاصل ہو جائے گی، یا حق تعالیٰ اگر دوبارہ اس کی توفیق دیں تو اس دفعہ دونوں کی نیت سے سفر کرے۔(۳)

(۴) جب مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوتو راستہ میں درود شریف کثرت سے پڑھے، بلکہ فرائض اور ضروریات سے جو وقت بچے سب اسی میں صرف کرے اور خوب ذوق وشوق پیدا کرے اور اظہار محبت میں کوئی

---

(۱) لباب، ص: ۳۳۵ (۲) لباب وارشاد الساری، ص: ۳۳۵ (۳) غنية، ص: ۲۰۲

دقیقہ باقی نہ رکھے، اگر خود یہ حالات پیدا نہ ہوں تو بہ تکلف پیدا کرے۔

راستہ میں جو مساجد مخصوصہ حضور یا صحابہ کی طرف منسوب ملیں (جیسے مسجد ذوالحلیفہ) ان میں نماز پڑھے، محض تماشے اور سیر وتفریح کی نیت سے مساجد میں نہ جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ علاماتِ قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی مسجد کے طول وعرض میں گذرے اور اس میں نماز نہ پڑھے۔

اس لئے جب کسی مسجد کی زیارت کرے، دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو، اور جو متبرک کنویں راستہ میں ملیں ان کا پانی تبرکاً پینا چاہئے جیسے وادیٔ عقیق میں بیر معونہ۔

(۵) جتنا جتنا مدینہ منورہ قریب ہوتا جائے اتنا اتنا ذوق وشوق بڑھتا جائے اور شیفتگی وبے تابی میں اضافہ ہوتا جائے، اور درود وسلام کی کثرت ہوتی جائے۔

(٦) ذوالحلیفہ (بیر علی) سے روانگی کے بعد جب مدینہ منورہ کے آثار اور اس کے درخت نظر آنے لگیں تو سعادت دارین کی دعا مانگے اور درود وسلام پڑھے، اور بہتر یہ ہے کہ اگر رفقاء سے اختلاف اور انتظام سفر میں خلل وغیرہ کا اندیشہ نہ ہو تو سواری سے اتر جائے اور ننگے پاؤں روتا ہوا چلے، اور جس

قدر ادب و تعظیم ممکن ہو بجالائے۔ (شرح لباب، ص:۳۳۵/ غنیۃ، ص:۲۰۲)

(۷) شہر میں داخل ہونے سے پہلے اگر ہو سکے تو غسل کرے اور اگر داخل ہونے سے پہلے نہ ہو سکے تو داخل ہونے کے بعد غسل کرے، غسل نہ کر سکے تو وضو کرے مگر غسل افضل ہے، پھر پاک وصاف کپڑے پہنے (نئے کپڑے افضل ہیں) اور خوشبو لگائے۔

(۸) چونکہ باب العنبر یہ کے پاس غسل کا موقعہ عموماً نہیں ملتا، اس لئے مدینہ منورہ کے راستہ کی آخری منزل ذوالحلیفہ میں (جس کو اب بیر علی کہتے ہیں) ہو سکے تو غسل کرے ورنہ کپڑے بدل لے اور خوشبو لگالے، یہاں عموماً موٹر لاریاں ٹھہرتی ہیں، وقت ہو تو مسجد میں دو رکعت نماز بھی پڑھ لے۔

(۹) جب باب العنبر یہ سے شہر میں داخل ہونے لگے تو یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰہِ مَاشَاءَ اللّٰہُ لَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَارْزُقْنِیْ مِنْ زِیَارَةِ رَسُوْلِکَ مَارَزَقْتَ اَوْلِیَاءَکَ وَاَھْلَ طَاعَتِکَ وَاَنْقِذْنِیْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ یَا خَیْرَ مَسْئُوْلٍ۔

(۱۰) شہر میں پہونچنے کے بعد سیدھے مسجد نبوی میں حاضر ہو، بشرطیکہ بیوی، بچے یا سامان کے باب میں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ ہو تو اس کا بندوبست کر کے مسجد میں بلا تاخیر حاضر ہو۔

(۱۱) افضل یہ ہے کہ مسجد میں باب جبریل سے داخل ہو اور پہلے داہنا پیر مسجد میں رکھے اور بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ، پڑھے، اس کے بعد حجرہ شریفہ (جس میں مزار انور ہے) کے پیچھے رَوْضَۃٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ (جنت کی کیاری) میں تواضع ومسکنت کے ساتھ اس طرح آئے کہ معلوم ہو اس پر اس مقام کی ہیبت طاری ہے۔

(۱۲) اور اس جگہ حق تعالیٰ کے حق کی ادائیگی کو مقدم رکھتے ہوئے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے، پہلی میں قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھے۔(۱)

(۱۳) افضل یہ ہے کہ تحیۃ المسجد مصلّائے نبوی میں پڑھے، مصلّائے نبوی محراب کے پاس منبر نبوی کی طرف ذرا ہٹ کر ہے۔(۲)

مصلّائے نبوی میں نماز پڑھنے کیلئے کسی کو دھکا دینا ناجائز ہے، وہاں موقع نہ ہو تو پھر روضہ میں جہاں جگہ ملے پڑھ لے، اور سلام پھیر کر خدا کی حمد و ثنا بجالائے، شکر ادا کرے اور زیارت کے قبول ہونے کی دعا مانگے۔(۳)

(۱۴) اگر فرض نماز کی جماعت ہو رہی ہو یا نماز کے قضا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پہلے فرض نماز پڑھے، تحیۃ المسجد بھی اس سے ادا ہو جاتی ہے۔(حوالہ مذکورہ بالا)

---

(۱)شرح لباب وغنیہ (۲)ایضاً (۳)شرح لباب، ص:۳۳۷ وغنیہ، ص:۲۰۳

(۱۵) نمازِ تحیۃ المسجد سے فارغ ہوکر نہایت ادب کے ساتھ مزارِ انور کے پاس آئے اور دل سے تمام دنیاوی خیالات کو دور کر کے سرہانے کے قریب جو ستون ہے اس سے چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہو جائے اور قبلہ کی طرف پشت کر کے ذرا بائیں طرف مائل ہو جائے تاکہ روئے انور کا سامنا حاصل ہو، اِدھر اُدھر نہ دیکھے، نظر نیچی رکھے اور کوئی حرکت خلافِ ادب نہ کرے کہ اس قسم کی باتیں خلافِ ادب و احترام اور ناجائز ہیں اور سجدہ کرنا شرک ہے۔ (شرح لباب، ص:۳۴۲ و غنیہ، ص:۲۰٦)

اور یہ خیال رہے کہ رسول اللہ ﷺ لحد شریف میں قبلہ کی طرف منھ کئے آرام فرما ہیں اور سلام و کلام کو سنتے ہیں، اور عظمت و جلال کا لحاظ کرتے ہوئے متوسط آواز سے سلام پڑھے، زیادہ زور سے نہ چیخے اور بالکل آہستہ بھی نہ پڑھے۔ (شرح لباب، ص:۳۳۸ و غنیہ، ص:۲۰۳)

سلام اس طرح پڑھے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَۃَ اللّٰہِ مِنْ جَمِیْعِ خَلْقِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ وُلْدِ آدَمَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُـہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّک یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَکَشَفْتَ الْغُمَّۃَ

فَجَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا خَیراً جَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا اَفُضَلَ وَاَکُمَلَ مَاجَزیٰ نَبِیًّا عَنُ اُمَّتِہٖ اَللّٰھُمَّ آتِہِ الُوَسِیُلَۃَ وَالُفَضِیُلَۃَ وَالدَّرجَۃَ الرَّفِیُعَۃَ وَابُعَثُہُ الُمَقَامَ الُمَحُمُوُدَ الَّذِیُ وَعَدُتَّہٗ اِنَّکَ لَاتُخُلِفُ الُمِیُعَادَ وَاَنُزِلُہُ الُمَنُزِلَ الُمُقَرَّبَ عِنُدَکَ اِنَّکَ سُبُحَانَکَ ذُوُالُفَضُلِ الُعَظِیُمِ۔

اس کے بعد آپ کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت کی درخواست ان الفاظ میں کرے: یَارَسُوُلَ اللّٰہِ اَسُئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ وَاَتَوَسَّلُ بِکَ اِلَی اللّٰہِ فِیُ اَنُ اَمُوُتَ مُسُلِماً عَلیٰ مِلَّتِکَ وَسُنَّتِکَ۔(١)

سلام کے الفاظ میں جس قدر چاہے زیادتی کرسکتا ہے، مگر سلف کا معمول اختصار تھا اور اختصار ہی کو مستحسن سمجھتے تھے اور سلام میں کوئی لفظ ایسا نہ کہے جس سے ناز اور دعویٔ قرب مترشح ہو کہ یہ بھی سوءِ ادب ہے۔ (ایضاً)

اور اگر کسی کو یہ الفاظ پورے یاد نہ ہوں یا زیادہ وقت نہ ہو تو جتنا یاد ہو یا کہہ سکتا ہو کہہ لے، کم سے کم مقدار اَلسَّلَامُ عَلَیُکَ یَا رَسُوُلَ اللّٰہِ ہے۔(٣)

(١٦) اگر کسی شخص نے تم سے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کیلئے کہا ہو تو اس کا سلام بھی اپنے سلام کے بعد اس طرح کرو: اَلسَّلَامُ عَلَیُکَ یَا رَسُوُلَ اللّٰہِ مِنُ فُلَانَ بُنِ فَلَانٍ یَسُتَشُفِعُ بِکَ اِلیٰ رَبِّکَ ،فلان بن فلاں کی جگہ اس شخص کا نام مع ولدیت لو۔(٤)

---

(١)غنیہ، ص:٢٠٤ (٢) ایضاً (٣) حوالہ بالا (٤) ایضاً

اور بہت سے لوگوں نے اگر سلام عرض کرنے کو کہا ہے اور نام یاد نہیں ہیں تو سب کی طرف سے اس طرح سلام عرض کرو: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ جَمِیْعِ مَنْ اَوْصَانِیْ بِالسَّلَامِ عَلَیْکَ۔

سلام پڑھنے کے بعد ایک ہاتھ داہنی طرف کو ہٹ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرۂ مبارک کے سامنے کھڑے ہوکر اس طرح سلام پڑھو: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَلِیْفَةَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَثَانِیَہٗ فِی الْغَارِ وَرَفِیْقَہٗ فِی الْاَسْفَارِ وَاَمِیْنَہٗ عَلَی الْاَسْرَارِ اَبَابَکْرِ ن الصِّدِّیْقِ جَزَاکَ اللّٰہُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَیْراً۔

پھر ایک ہاتھ داہنی طرف کو ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرہ کے مقابل کھڑے ہوکر ان الفاظ میں سلام پڑھو: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُوْمِنِیْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقَ الَّذِیْ اَعَزَّ اللّٰہُ بِہِ الْاَسْلَامَ اِمَامَ الْمُسْلِمِیْنَ مَرْضِیًّا حَیًّا وَمَیِّتاً جَزَاکَ اللّٰہُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَیْراً۔

ان دونوں حضرات پر سلام کے الفاظ میں کمی زیادتی کا اختیار ہے اور اگر کسی نے سلام پہونچانے کے لئے کہا ہو تو اس کا سلام بھی پہونچا دو، اور بعض علماء نے کہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھنے کے بعد نصف ہاتھ کے قریب بائیں جانب ہٹ کر حضرت ابوبکر اور حضرت رضی اللہ عنہما کے درمیان کھڑے ہوکر پھر اس طرح سلام پڑھے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا

ضَجِيْعَى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَوَزِيْرَيْهِ جَزَاكُمَا اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَاكُمَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا إِلىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِيَشْفَعَ لَنَا وَيَدْعُوَ لَنَا رَبَّنَا أَنْ يُّحْيِيَنَا عَلىٰ مِلَّتِهٖ وَسُنَّتِهٖ وَيَحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَجَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ آمین (غنية،ص:٢٠٥)

پھر اس کے بعد دوبارہ حضور پُرنور ﷺ کے سامنے کھڑے ہوکر حق تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے اور درود شریف پڑھے، اور حضور ﷺ کے توسل سے دعا کرے، اور شفاعت کی درخواست کرے اور ہاتھ اٹھا کر اپنے لئے اور اپنے والدین، مشائخ، احباب، اقارب اور سب مسلمانوں کے لئے دعا کرے اور بہتر یہ ہے کہ سلام کے بعد یہ کہے: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالىٰ: وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّاباً رَحِيْماً فَجِئْنٰكَ ظٰلِمِيْنَ لِاَنْفُسِنَا مُسْتَغْفِرِيْنَ مِنْ ذُنُوْبِنَا فَاشْفَعْ لَنَا إِلىٰ رَبِّنَا وَاسْئَلْهُ أَنْ يُّمِيْتَنَا عَلىٰ سُنَّتِكَ وَأَنْ يَّحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِكَ، اس کے بعد اپنے لئے اور سب کیلئے دعا مانگے۔ (غنية،ص:٢٠٥)

زیارت کے بعد دعا سے فارغ ہوکر "اسطوانہ ابی لبابہ" کے پاس آکر دو رکعت نفل پڑھ کر دعا مانگے، پھر روضہ میں آکر نفل پڑھے، بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو، اور روضہ میں نماز، درود، دعا جس قدر ہوسکے کرے، اس کے بعد منبر کے

پاس آکر دعا کرے، اور درود پڑھے، پھر ستون حنّانہ اور باقی ستونوں کے پاس دعا واستغفار کرے، پھر اپنے قیام گاہ پر آجائے اور جب تک موقع ہو مدینہ میں قیام کرے، اور ایامِ قیام مدینہ کو غنیمت سمجھے، اکثر وقت مسجد نبوی میں بہ نیت اعتکاف گذارے، اور مصلّائے نبوی، ستون عائشہ، ستون ابی لبابہ اور ستون سریر وغیرہ کے پاس نفل پڑھنے کو غنیمت سمجھے، مگر اس کیلئے کوئی ناروا حرکت یا بے ادبی نہ کرے، ستون کے پاس جگہ نہ ملے تو روضہ میں جہاں جگہ ملے وہاں نوافل پڑھے، اور پنجگانہ نماز جماعت سے مسجد نبوی میں ادا کرے اور تکبیر اولیٰ اور پہلی صف کا اہتمام کرے۔ مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب بخاری ومسلم کی روایت کے مطابق ایک ہزار نماز سے زیادہ ہے۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں ادا کرے اور کوئی نماز اس کی فوت نہ ہو تو اس کیلئے دوزخ سے برأت لکھی جائے گی اور عذاب ونفاق سے برأت لکھی جائے گی، اس لئے مسجد نبوی میں نماز باجماعت کا خاص اہتمام کرنا چاہئے اور اگر ممکن ہو تو مسجد نبوی میں مستقل طور سے اعتکاف بھی کرے، اور قرآن شریف ختم کرے، اور صدقہ وخیرات حسب حیثیت کرے، مساکین ومجاورین وباشندگان مدینہ کا خاص طور سے خیال رکھے، ان سے محبت سے پیش آئے، اگر ان کی طرف سے کوئی زیادتی بھی ہو تو تحمل

کرے اور شریفانہ برتاؤ کرے، خرید و فروخت میں بھی ان کی امداد کی نیت کرے تاکہ ثواب ملے۔

(۱۷) روزانہ پانچوں وقت یا جس وقت موقع ہو روضۂ مقدسہ پر حاضر ہوکر سلام پڑھنا جائز ہے۔ (شرح لباب، ص:۳۴۲)

(۱۸) زیارت کے وقت روضہ کی دیواروں کو چھونا یا بوسہ دینا یا لپٹنا ناجائز اور بے اَدبی ہے۔ (شرح لباب، ص:۳۴۲)

(۱۹) روضہ کا طواف کرنا حرام ہے، روضہ کے سامنے جھکنا اور سجدہ کرنا حرام ہے۔ (شرح لباب، ص:۳۴۲)

(۲۰) روضہ کی طرف بلاضرورت شدیدہ پشت نہ کرے، نہ نماز میں نہ خارجِ نماز۔ (شرح لباب، ص:۳۴۲)

(۲۱) جب کبھی روضہ کے برابر سے گذرے حسب موقع تھوڑا بہت ٹھہر کر سلام پڑھے اگرچہ مسجد نبوی کے باہر ہی ہو۔ (شرح لباب، ص:۳۴۲)

(۲۲) مدینہ کے قیام میں درود، سلام، روزہ، صدقہ اور مسجد نبوی کے خاص ستونوں کے پاس نماز و دعا کی کثرت رکھے، بالخصوص حضور ﷺ کے زمانہ کی جو مسجد ہے اس کا خیال رکھے، اگرچہ ثواب ساری مسجد میں برابر ہے۔ (شرح لباب، ص:۳۴۲)

(۲۳) روضہ شریفہ کی طرف دیکھنا ثواب ہے، اور اگر مسجد کے باہر ہو تو

قبّہ کو دیکھنا بھی ثواب ہے۔

(۲۴) زیارت کے وقت مثل نماز کے ہاتھ باندھنے میں علماء کا اختلاف ہے، علامہ کرمانی حنفی اور ملاّ رحمت اللہ سندھی نے جائز لکھا ہے۔ ابن حجر مکی نے منع کیا ہے، بہتر یہ ہے کہ نہ باندھے، ہاں جس قدر خشوع وخضوع اور ادب ممکن ہو ضرور کرے، ہاتھ باندھنے میں اول تو علماء کا اختلاف ہے، دوسرے عوام کے فسادِ عقیدہ کا بھی اندیشہ ہے۔ (معلم الحجاج)

(۲۵) حجرۂ مقدسہ کے پیچھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کیلئے آنا جائز ہے، بعض علماء نے کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر اسی جگہ لکھی ہے۔ (غنیۃ، ص: ۲۰۵)

☆☆☆

وہ مقامات جن کی زیارت کرنی چاہئے

(۱) اہل بقیع اور دیگر مشاہد ومقامات مقدسہ اور حضور ﷺ کی مساجد اور کنوؤں کی زیارت مستحب ہے۔

زیارت اہل بقیع:

(۲) بقیع میں داخل ہو کر پڑھے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَإِنَّا اِنْشَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ الْبَقِيْعِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ۔

(۳) پھر اس کے بعد جن لوگوں کے نشانات معلوم ہیں ان کی

زیارت کرے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اس طرح سلام کہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا اِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا ثَالِثَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَاذَا النُّوْرَيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا مُجَهِّزَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ بِالنَّقْدِ وَالْعَيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا صَاحِبَ الْهِجْرَتَيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا جَامِعَ الْقُرْآنِ بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا صَبُوْراً عَلَى الْاَکْدَارِ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا شَهِيْدَ الدَّارِ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهُ ،

زیارتِ شہداءِ اُحد:

(۴) مدینہ سے شمال کی تقریباً تین میل دور وہ مقدس پہاڑ ہے جس کے متعلق سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ۔(۱) احد ہم کو محبوب رکھتا ہے اور ہم اس کو۔

۳ھ کا مشہور واقعہ جس کو غزوۂ احد کہتے ہیں، اسی جگہ ہوا تھا، شہداء احد اور جبل احد کی زیارت جمعرات کے روز فجر کی نماز کے بعد سویرے مستحب ہے، تاکہ واپس آ کر ظہر کی نماز مسجد نبوی میں مل سکے۔(۲)

(۵) سیّد الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار اسی جگہ ہے، اول ان کی زیارت کرے اور سلام عرض کرے اور آداب زیارت کا لحاظ رکھے۔(۳)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہی کے پاس عبداللہ بن جحش اور مصعب بن عمیر ہیں،

---

(۱) صحیح بخاری، ص:۵۸۵ (۲) شرح لباب، ص:۳۴۷ (۳) ایضاً

ان پر بھی سلام عرض کرے، پھر اور باقی شہداء پر سلام پڑھے۔(۱)

جبل احد پر رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے ہیں اور فرمایا ہے کہ جب تم جبل اُحد پر آؤ تو اس کے درخت سے کچھ کھاؤ اگرچہ خاردار درخت ہی ہو۔(۲) اس لئے وہاں کی چیزوں میں سے کچھ کھالینا مستحب ہے۔

☆☆☆☆☆

زیارتِ مساجد

مسجد قُبا:

مدینہ سے جنوب مغرب میں مسجد نبوی سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر ہے، یہ مسلمانوں کی سب سے پہلی مسجد ہے، جس وقت رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے اور بنی عوف میں قیام فرمایا تو آپ نے مع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اپنے دستِ مبارک سے اس کو تعمیر فرمایا ہے۔(۳) مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے بعد یہ تمام مساجد سے افضل ہے، رسول اللہ ﷺ ہر سنیچر کو کبھی پیدل کبھی سواری سے مسجد قبا میں تشریف لایا کرتے تھے۔(۳)

اس لئے جس روز جی چاہے پیدل یا سواری پر مسجد قبا کی زیارت کی جائے، مگر سنیچر کے روز افضل ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اَلصَّلوٰۃُ

---

(۱) ایضاً (۲) مسند طیالسی، وأخرجه عبد الرزاق فی باب فضل احد، ج:۹، ص:۲۶۹ (۳) آثارِ مدینہ، ص:۶۰ (۴) بخاری، ج:۱، ص:۱۵۹ و مسلم

فِیْ مَسْجِدِ قباءٍ کَعُمْرَۃٍ(۱) مسجد قبا میں نماز کا ثواب مثل عمرہ کے ہے۔

مسجد جمعہ: قبا کے نئے راستہ سے مشرق کی جانب وادی ''رانونا'' میں ''بستان الجزع'' سے پہلے ہی پڑتی ہے۔ (۲) اس جگہ بنو سالم آباد تھے، سب سے پہلا جمعہ رسول اللہ ﷺ نے اسی مسجد میں پڑھا تھا۔

مسجد مصلیٰ یا مسجد غمامہ: مناخہ کے جنوب مغرب میں ہے، رسول اللہ ﷺ اس جگہ عیدین کی نماز پڑھتے تھے۔(۳)

مسجد سُقیا: ''بابِ عنبریہ'' کے قریب ریلوے اسٹیشن کے اندر ایک قبہ ہے جس کو ''قبّۃ الرؤس'' کہتے ہیں، اسی جگہ مسجد تھی، اسٹیشن کی عمارت سے دکھن طرف ایک کنواں جس کو ''بیر سُقیا'' کہتے ہیں۔ عبدالقدوس انصاری نے لکھا ہے کہ اسٹیشن کی عمارت اور کنویں کے درمیان مکہ جانے والا راستہ ہے۔(۴) رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر کو تشریف لے جاتے ہوئے اس جگہ نماز ادا فرمائی تھی، اور اہل مدینہ کیلئے برکت کی دعا فرمائی تھی۔(۵)

مسجد احزاب یا مسجد فتح: ''جبل سلع'' کے غربی کنارہ پر ہے، غزوۂ احزاب میں جب تمام کفار مدینہ مجتمع ہو کر چڑھ آئے تھے اور خندق کھودی گئی تھی، رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ تین روز پیر، منگل اور بدھ کو دعا فرمائی تھی، اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور مسلمانوں کو

---

(۱) ترمذی مع تحفہ، ج:۱، ص: ۲۶۹ (۲) آثار المدینۃ، ص:۶۲، وارشاد، ص:۳۴۶۔
(۲) آثار المدینۃ، ص:۸۲۔ (۳) آثار المدینۃ، ص:۹۳۔ (۳) آثار المدینۃ، وغیرہ

فتح ہوئی۔(آثار المدینۃ،ص:۸۵)

مسجد ذُباب :جبل احد کے راستہ میں ثنیۃ الوداع سے اتر کر احد کے راستہ کے بائیں جانب ''جبل ذباب'' ہے،اس پر یہ مسجد ہے،غزوۂ خندق میں اس جگہ خیمہ نبوی نصب ہوا تھا،اور اس جگہ حضور ﷺ نے نماز بھی پڑھی تھی۔(آثار المدینۃ،ص:۸۷)

مسجد قبلتین :مدینہ کے شمال مغرب میں ''وادیٔ عقیق'' کے قریب ایک ٹیلہ ہے اس میں ایک محراب بیت المقدس کی طرف ہے،اور دوسری کعبہ کی جانب، چونکہ تحویل قبلہ کا واقعہ اسی مسجد میں ہوا تھا اس وجہ سے اس کو مسجد قبلتین کہتے ہیں۔

مسجد الفضیخ :عوالی کے مشرق میں ہے،رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ یہود بنی نضیر کے محاصرہ کے وقت نماز پڑھی تھی، فضیخ کھجور کی شراب کو کہتے ہیں، جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو بعض صحابہ نے اس حکم کی تعمیل میں بے تأمل وہاں پر مشکیزوں سے شراب گرادی تھی، اس لئے اس کو مسجد فضیخ کہتے ہیں، اس کا نام ''مسجد شمس'' بھی ہے، اس کی کوئی وجہ تسمیہ مروی نہیں۔

مسجد بنی ظفر یا مسجد البغلہ :بقیع سے مشرق کی جانب ''حرہ واقم'' کے کنارہ پر واقع ہے،قبیلہ بنی ظفر اس جگہ

رہتا تھا، ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ یہاں تشریف لائے اور مسجد بنی ظفر میں ایک پتھر پر بیٹھ کر ایک صحابی کو قرآن پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا، جب قاری اس آیت پر پہونچا: فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ٥۔ پھر کیا حال ہوگا (کفار کا) جب ہم بلائیں گے ہر امت میں سے ایک گواہ (یعنی ان کا رسول) اور (اے محمد ﷺ) تجھ کو لائیں گے ان لوگوں پر گواہ۔

تو رسول اللہ ﷺ پر گریہ طاری ہوگیا، ریش مبارک ہلنے لگی اور روتے ہوئے فرمایا، اے رب! جو لوگ میرے سامنے موجود ہیں ان پر تو میں گواہ ہوں، لیکن جن لوگوں کو میں نے نہیں دیکھا ان پر کیسے ہوں گا۔(۱)

جس پتھر پر آپ تشریف فرما ہوئے تھے اس کی نسبت شیخ رحمت اللہ سندھی نے لکھا ہے کہ ہم نے اس کو دیکھا تھا، مگر جب مسجد کی عمارت کی تجدید ہوئی تو معلوم نہیں کیا ہوگیا۔(۲) اس کو مسجد البغلہ بھی کہتے ہیں۔

مسجد الاجابہ: بقیع سے شمال کی جانب ''بستان سمّان'' کے پاس ہے، اس جگہ بنو معاویہ بن مالک بن عوف رہتے تھے، رسول اللہ ﷺ ایک روز اس جگہ تشریف لائے اور نماز پڑھ کر دیر تک دعا میں مشغول رہے، اس کے بعد فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین درخواستیں کیں، ایک تو یہ

---

(۱) فتح الباری، ج:۹، ص:۷۸/ مجمع الزوائد، ج:۷، ص:۴، (۲) ارشاد، ص:۳۲۹

کہ میری امت کو قحط سالی کے عذاب سے بالکلیہ تباہ نہ فرمائیے، دوری یہ کہ میری امت غرق عام سے ہلاک نہ فرمائیے، یہ دونوں دعائیں مقبول ہوگئیں، تیسری یہ کہ باہم اختلاف اور خانہ جنگی نہ ہو، یہ منظور نہ ہوئی۔ (آثار المدینہ)

اس مسجد میں جہاں حضرت نے نماز پڑھی وہ محراب مسجد سے داہنی طرف دو ہاتھ ہٹ کر ہے۔ (ارشاد، ص:۳۳۹)

مسجد سجدہ یا مسجد البحیر: "بستان بحیری" اور "بساتین صدقہ" کے درمیان ہے، اس جگہ حضور ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی تھی اور بہت طویل سجدہ کیا تھا۔

اس مسجد کا ذکر لباب وغیرہ میں ایک چھوٹی مسجد کے عنوان سے ہے، عبد القدوس انصاری نے آثار المدینہ میں ان دونوں ناموں سے ذکر کیا ہے اور یہ نام انھیں کے تجویز کئے ہیں۔

مسجد اُبیّ: بقیع کے متصل ہے، اس جگہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا مکان تھا، رسول اللہ ﷺ یہاں بار بار تشریف لائے ہیں اور نماز پڑھی ہے۔ (ارشاد، ص:۳۴۷)

مسجد بنی حرام: "مسجد فتح" کو جاتے ہوئے "جبل سلع" کی گھاٹی میں داہنی طرف ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ بھی نماز پڑھی ہے، اس کے قریب ایک غار ہے، اس میں رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی

ہے،اور ایام غزوۂ خندق میں اس غار میں آپ رات کو آرام فرما ہوئے تھے، اس غار کی بھی زیارت کرنی چاہئے ، مدینہ سے مسجد الفتح کو جاتے ہوئے داہنے ہاتھ پر ہے۔(۱)

مسجد ابوبکر: یہ بھی مسجد مصلیٰ کے قریب ہے۔

مسجد ابراھیم بن محمد رسول اللہ ﷺ: عوالی میں بنی قریظہ سے شمال کی جانب واقع ہے، یہ سیّدنا ابراہیم کی جائے پیدائش ہے۔ (۲)اور حضور انور ﷺ نے اس جگہ نماز پڑھی ہے۔

☆☆☆☆☆

مُتَبَرَّکْ کُنُویْں

مدینہ منورہ میں اس وقت چوبیس نہریں ہیں، لیکن قرونِ اولیٰ میں کوئی نہر نہ تھی، اس وقت اہل مدینہ کنوؤں کا پانی پیتے تھے، بعض کا پانی شیریں تھا اور بعض کا شور، جن کنوؤں سے رسول اللہ ﷺ نے پانی پیا یا وضو کیا ہے، ان کی زیارت کرنی چاہئے۔

بیر اریس :مسجد قبا سے متصل مغربی جانب ہے،اس کا پانی نہایت صاف اور شیریں تھا، رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم

---

(۱)ارشاد،ص:۳۴۷ (۲)ارشاد الساری،ص:۳۴۶

ایک بار کنویں میں پاؤں لٹکا کر اس پر بیٹھے تھے، آپ نے اس کا پانی پیا اور اس سے وضو کیا ہے، اور لعابِ مبارک بھی اس کنویں میں ڈالا ہے، اس کنویں کو ''بیر خاتم'' بھی کہتے ہیں۔(۱)

بیر غرس: موضع ''قربان'' میں مسجد قبا سے تقریباً چار فرلانگ پر شمال مشرق میں واقع ہے۔ اس کے پانی سے حضور ﷺ نے وضو کیا ہے اور پیا بھی ہے، اور لعاب مبارک اور شہد بھی اس میں ڈالا ہے۔(ارشاد، ص:۳۲۹)

بیر بضاعہ: شامی دروازہ سے باہر نکل کر پہلے باغ جمل اللیل میں تھا، اب ایک پختہ عمارت کے اندر آ گیا ہے۔(۲) مگر اندر جانے کی اجازت مل جاتی ہے، اس میں بھی حضور ﷺ نے اپنا لعاب مبارک ڈالا ہے اور برکت کی دعا فرمائی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں جب کوئی بیمار ہوتا تھا تو لوگ اس کو اس کنویں کے پانی سے غسل دیتے تھے، اللہ تعالیٰ شفا عطا فرما دیتے تھے۔(لباب، ص:۳۴۹)

بیر بُصّہ: قبا کے راستہ میں بقیع کے متصل ہے، ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے اس کنویں پر سر مبارک دھویا اور جو پانی بچ رہا اس کو اس کنویں میں ڈال دیا۔ اس جگہ دو کنویں ہیں، صحیح یہ ہے کہ بڑا کنواں بیر بُصّہ ہے، اولیٰ یہ

---

(۱) الحمد للہ مصنف کو بھی اس کنویں کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی ہے، مگر اب وہ زمین کے برابر کر کے پاٹ دیا گیا ہے۔ (۲) جب باغ میں تھا اس وقت بھی ہم نے زیارت کی تھی، پانی بھی پیا تھا اور رومال بھی تر کیا تھا، اور جب عمارت کے اندر آ گیا جب بھی اس کی زیارت کی ہے۔

ہے کہ دونوں سے تبرک حاصل کیا جائے۔(ایضاً)

بیر حاء: باب مجیدی کے سامنے شمالی فصیل سے باہر ہے، یہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا باغ تھا، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس جگہ جلوہ افروز ہوتے تھے اور اس کا پانی پیتے تھے، جب آیت شریفہ **لَنۡ تَنَالُوۡا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ** نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے دربار رسالت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ سب سے محبوب مال مجھے بیر حاء ہے، لہٰذا یہ خدا کے لئے صدقہ ہے جہاں آپ چاہیں صرف کریں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ دیا کہ اس کو اپنے اقارب پر وقف کردو۔(صحیح بخاری، ج:۱،ص:۱۹۷)

اس وقت یہ کنواں بہاء الدین مزوّر کے مکان کے پیچھے ایک مکان کے گوشہ میں آیا ہوا ہے، آس پاس مکانات بن گئے ہیں۔

بیر عهن: عوالی میں مسجد قبا سے مشرق میں مسجد شمس کے قریب ہے اس سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ہے، اب اس کا پانی شور ہے، اس کو بیر الیسیر ہ بھی کہتے ہیں۔(لباب،ص:۳۴۹)

بیر رُومه: مدینہ کے شمال مغرب میں وادیٔ عقیق کے کنارہ پر جنگل میں مدینہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ کنواں ایک یہودی کا تھا، اس کا پانی بہت شیریں اور صاف تھا، یہودی اس کا پانی فروخت کرتا تھا، مسلمانوں کو پانی کی تکلیف تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اس کے

خریدنے کی ترغیب دلائی، تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بیس ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں پر وقف کردیا۔

یہ سات کنویں ماثور و مشہور ہیں، ان کو ''ابیار سبعہ'' کہتے ہیں، ان کے علاوہ اور بھی کنویں ہیں جن کا پانی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمایا ہے۔

☆☆☆☆☆

تنبیہ ضروری

المسلک المتقسط آخری بار مکہ کے مرحوم عالم حسین بن محمد سعید کے تعلیقات کے ساتھ طبع ہوئی ہے، تعلیقات کا نام ارشاد الساری ہے، ہم نے حوالوں میں بہت سی جگہ المسلک المتقسط یا شرح لباب کے بجائے ارشاد یا ارشاد الساری ہی لکھ دیا ہے۔

حبیب الرحمٰن الاعظمی
مئو اعظم گڈھ

۱۰؍رجب المرجب ۱۳۶۲ھ

(از ناشر)

تنبیہات

حج کے ضروری مسائل آپ نے پڑھ لئے، ان کا اہتمام کیجئے، لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کا بطور خاص دھیان رکھئے کہ حرام وناجائز اور مکروہ کاموں کا ارتکاب نہ ہو، حج ایک عظیم الشان عبادت ہے، پھر مقامات مقدسہ کا ادب واحترام بجائے خود ایک عظیم ذمہ داری ہے، دور دور سے جا کر اگر اس عبادت میں یا دوسری عبادتوں میں کوتاہی ہو، یا اللہ کے ان خاص شعائر کے ادب واحترام میں کسی طرح کی تقصیر ہو تو یہ بڑی بدنصیبی کی بات ہے، حج میں مختلف طرح اور مختلف مزاج کے لوگ جمع ہوتے ہیں، کتنے لوگ ناواقفی کی وجہ سے نامناسب یا ناجائز کاموں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اور بہت سے لوگ ان کی دیکھا دیکھی وہی کرنے لگتے ہیں، یہ بڑی غلطی ہے، معتبر علماء سے مسائل پوچھ کر عمل کرنا چاہیئے، محض کسی کو کرتے دیکھنے سے کوئی کام نہیں کرنے لگنا چاہیئے۔

یہاں چند عامۃ الورود غلطیاں لکھی جاتی ہیں جن سے حاجی کو اجتناب کرنا چاہیئے۔

(۱) حرم شریف میں جا بجا زمزم کی ٹنکیاں لگی ہوئی ہیں، اور ان کے نیچے گرے ہوئے پانی کے لئے اندرون زمین نالیاں بنی ہوئی ہیں، یہ ٹنکیاں صرف پانی پینے کیلئے ہیں، بہت سے غیر محتاط لوگ ضرورت کے وقت ان ٹنکیوں پر وضو کرنے لگتے ہیں، مسجد میں وضو کرنا، ناک کی ریزش گرانا درست نہیں ہے، اس سے احتیاط کرنی چاہیئے۔

(۲) آج کل ننگے سر نماز پڑھنے کا رواج بہت ہوگیا ہے۔ ننگے سر نماز پڑھنی مکروہ ہے، عبادت کی آبرو ختم ہوجاتی ہے ....اس سے بچنا چاہئے، صرف احرام کی حالت میں ننگے سر نماز پڑھنی ہے۔

(۳) حج کے دوران لوگ جب عرفات سے مزدلفہ آتے ہیں، تو دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ عشاء کا وقت شروع ہونے سے پہلے ہی مزدلفہ پہونچ جاتے ہیں، اور آتے ہی مغرب اور عشاء دونوں ساتھ پڑھنے لگتے ہیں، یہ دونوں نمازیں جمع کرنی ہیں مگر عشاء کے وقت میں، مغرب کے وقت میں نماز نہیں ہوگی۔ اسی طرح بہت سے لوگ صبح صادق ہونے سے پہلے ہی مزدلفہ میں اذان دے کر نماز فجر پڑھنے لگتے ہیں، اور اذان سن کر دوسرے لوگ بھی دھوکہ کھا جاتے ہیں، صبح صادق سے پہلے پڑھی گئی فجر کی نماز نہیں ہوئی۔ صبح صادق کے وقت حکومت کی طرف سے گولہ دغتا ہے، اس کا انتظار کرنا چاہئے، یا وقت معلوم کر کے رکھنا چاہئے۔ بہت احتیاط کی ضرورت ہے، ورنہ نیکی برباد گناہ لازم ہوگا۔

(۴) بعض لوگ دوران طواف خانہ کعبہ کی طرف منھ کر کے اسے دیکھتے جاتے ہیں، اور بہت سے لوگ تو بار بار اس کی جانب ہاتھ اٹھاتے ہیں، ایسا نہیں کرنا چاہئے، بس سر جھکائے ادب سے طواف کرتے رہنا چاہئے اور دعاؤں میں مشغول رہنا چاہئے، ہاں حجر اسود کے سامنے پہونچ کر خانہ کعبہ کی طرف منھ کر کے استلام کرنا چاہئے۔

(۵) بعض لوگ مقام ابراہیم کو بوسہ دیتے ہیں، اسے ہاتھ لگاتے ہیں، یہ ممنوع ہے۔

☆☆☆☆☆

رہبر حجاج

پر

مجلّہ ’’معارف‘‘ اعظم گڈھ کا گرانقدر تبصرہ

حج کے موضوع پر بکثرت کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں یہ رسالہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے حج کے مسائل بہت اچھے اور آسان انداز میں بیان کئے ہیں۔ حج وزیارت کے سلسلہ میں بعض غیر شرعی اور مروجہ رسموں پر بھی مولانا نے حرف گیری کی ہے، اور اختصار کے باوجود بعض مسائل پر عالمانہ بحث بھی کی ہے، خاص طور پر عصر وفجر کے بعد طواف کی دو رکعتوں پر بڑی مدلل بحث کی ہے۔

رسالہ ہر مسلمان خصوصاً عازمین حج کے مطالعہ کے لائق ہے۔ اور مختصر ہونے کی وجہ سے اس سے فائدہ اٹھانا آسان ہے۔

’’معارف‘‘ اعظم گڈھ

بابت ماہ اپریل ۱۹۶۳ء

ماہنامہ ’’تجلّی‘‘ دیوبند کی نظر میں

اس مختصر رسالہ میں حج وزیارت کے ضروری مسائل کو عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے، نیز بعض مسائل پر محققانہ گفتگو بھی ہے۔ علامہ اعظمی کا نام آجانے کے بعد یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ رسالہ معتبر اور مفید ہے۔

ضرورت مندوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

تجلی دیوبند

بابت ماہ اکتوبر ۱۹۶۳ء

سہ روزہ ’’دعوت‘‘ دہلی کی موقر رائے

اس ص۸۰/ فحات پر مشتمل کتابچہ میں مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی محدث نے حج کے متعلق جملہ معلومات جمع کردی ہیں۔ مولانا کی عظیم شخصیت اس کتاب کے تعارف کیلئے کافی ہے، فرائض حج سے لے کر مسائل وآداب تک قرآن وسنت کے ذریعہ نیز مقامات زیارت کے متعلق باتیں بھی درج کردی گئی ہیں۔

یہ کتاب زائرین کے لئے کافی مفید ثابت ہوسکتی ہے۔

سہ روزہ دعوت دہلی

۲۵/مئی ۱۹۶۳ء